جملہ حقوق غیر محفوظ

نام کتاب : حج کا سفر کیا کریں کیا نہ کریں؟

مصنف : مولانا غیاث احمد رشادی

صفحات : ......۴۶......

تعداد اشاعت : ایک ہزار

کمپیوٹر کمپوزنگ : محمد مجاہد خان رشادی کمپیوٹر سنٹر، فون: 9985359583

قیمت : -/Rs.10

**ناشر**

مکتبہ سبیل الفلاح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر اسوسی ایشن، رجسٹرڈ۔ ۶۷۵

16-9-408/P/45، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد۔36، انڈیا

ویب سائٹ: www.rashadibooks.com

## ملنے کے پتے

- مکتبہ سبیل الفلاح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر اسوسی ایشن، رجسٹرڈ۔ ۶۷۵
  واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد، انڈیا۔ فون و فیاکس: 040-24551314
- ھدیٰ دستی بیوٹرس، پرانی حویلی روڈ، حیدرآباد
- دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد
- کمرشیل بک ڈپو، چار مینار، حیدرآباد
- ہندوستان پیپر ایمپوریم، مچھلی کمان، حیدرآباد
- رشادی بک ڈپو، مسجد باگ سوار، میجسٹک، بنگلور
- مولانا شکیل احمد رشادی بنگلوری، مدرسہ کاشف الھدیٰ، نومبل، چینائی
  محمد مجاہد خاں، اکبر باغ، ملک پیٹ، حیدرآباد۔ فون: 9985359583

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# وجہ تالیف

یوں تو اسلام کے اس اہم اور بنیادی رکن ''حج'' سے متعلق چھوٹی بڑی مفصل اور مجمل کتابیں، اکابر واصاغر اسلاف وعلماء کرام نے تحریر فرمائی ہیں جو حجاج کرام کیلئے ہر اعتبار سے رہنماء کی حیثیت رکھتی ہیں، جن میں حج کی حقیقت وحیثیت، احکام ومسائل، آداب وشرائط، فرائض وواجبات، سنن ومستحبات، مکروہات ومنہیات کے ساتھ ساتھ اصطلاحات حج اور مقامات مقدسہ کے حقائق وغیرہ سے متعلق اہم اصول وہدایات بیان کئے گئے ہیں جنکے مطالعہ سے حج کا جذبہ اور شوق دل میں پیدا ہوتا ہے اور اس فریضہ کے ادا کرنے میں سہولت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ان اسلاف کو اسکا بھرپور صلہ دنیا وآخرت میں عطا فرمائے۔

ایک عرصہ سے حجاج کرام کی رخصتی اور ان کی واپسی کے مناظر دیکھتے ہوئے اور حجاج کرام کی واپسی پر ان کی زبانی مختلف قسم کی باتیں سننے کے بعد دل میں یہ داعیہ پیدا ہورہا تھا کہ حج سے متعلق ایک مختصر سی کتاب لکھی جائے جس میں حج کے فرائض اور طریقے کے ساتھ ساتھ اس بات پر بطور خاص روشنی ڈالی جائے کہ حج سے پہلے، حج کے دوران، اور حج کے بعد حجاج کرام کو کن امور کی طرف توجہ دینی چاہیے اور کن کن امور سے پرہیز کرنا چاہیے چنانچہ اس مختصر سی کتاب میں بعض ایسی باتیں ذکر کی گئی ہیں جنکو اہمیت کے ساتھ حج سے متعلق دوسری کتابوں میں نہیں ذکر کیا گیا ہے۔

یہ بات ظاہر ہیکہ جب تک تجرباتی طور پر حج کے مناسک خود ادا نہ ہوں اس وقت تک حج سے متعلق مسائل کا لکھنا دشوار ہوتا ہے اور ایسے موقع پر سہو کا ہوجانا بھی بعید نہیں، اس لئے میں جمیع قارئین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب میں جتنی خامیاں اور غلطیاں پائیں اس کو میری غلطی تصور کرتے ہوئے اسکی اطلاع دیں اور اس سے متعلق اپنی آراء اور مفید مشوروں سے نوازیں تاکہ آئندہ ان خامیوں سے یہ کتاب محفوظ ہوجائے اس کتاب میں

کتابت کی غلطیوں کا ہونا بھی ممکن ہے، ایسی غلطیاں تو عموما باوجود نظر ثانی وثالث کے رہ ہی جاتی ہیں اسلئے کتابت کی غلطیوں اور مواد کی غلطیوں (دونوں ہی) سے مطلع فرمادیں۔ میں اس موقع پر مولانا میر الیاس علی القاسمی مدظلہ العالی صدر قرآنک ایجوکیشنل سوسائٹی شکاگو امریکہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں میری حوصلہ افزائی فرمائی اللہ تعالیٰ موصوف سے تادم آخر اشاعت اسلام کا کام لیتا رہے اور اس کاوش کو قبول فرمائے۔

غیاث احمد رشادی

۲۲رشوال المکرّم ۱۴۲۱ءم، ۱۸رجنوری ۲۰۰۱ء

# پاک اور حلال مال سے حج

ہر مومن و مسلمان اس حقیقت سے صد فی صد واقف ہے کہ حج اسلام کے پانچ ارکان میں سے آخری رکن ہے اور ایک معین اور مقرر وقت پر صرف اور صرف اللہ کو راضی کرنے کیلئے کعبۃ اللہ پہنچنا، طواف، سعی، وقوف، رمی جمار، قربانی، حلق وغیرہ مناسک حج کا ادا کرنا اور اللہ کے دیوانے بن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اداؤں اور ان کے طور طریقوں کی نقل کرنا اور نبی رحمت ﷺ کی تعلیمات کے مطابق سفر کے آغاز سے انتہا تک اپنے اوقات کا گزارنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت اور نبی رحمت ﷺ کی امت میں ہونے کا ان سارے اعمال کے ذریعہ اظہار کرنا اور ان سے اپنی گہری وابستگی اور وفاداری کا ثبوت پیش کرنا اور اپنی استعداد، طاقت و ہمت کے بقدر اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق جوڑنا اور اپنی زندگی میں دینی انقلاب پیدا کرنا اور اپنے آپکو اللہ والوں کے رنگ میں رنگنا اور تقوی والی زندگی کے پابند ہو جانا انہی سارے اعمال و وظائف کا نام حج ہے۔

ظاہر ہے کہ اس نورانی اور روحانی پاکیزہ عمل کیلئے جسم اور کپڑے کے ساتھ ساتھ اس سفر مبارک میں جو مال خرچ کیا جا رہا ہے وہ بھی اسلامی احکام کے اعتبار سے پاک اور حلال ہو، جب بھی کوئی فریضۂ حج کا ارادہ کرے تو اس کی نگاہ سب سے پہلے اپنے مال پر جائے کہ جو مال اسنے کمایا ہے وہ حلال ہے یا حرام، جائز طریقہ سے کمایا گیا ہے یا ناجائز طریقہ سے، کہیں اس مال میں (جس کے ذریعہ حج کر رہا ہے) سود کی رقم تو شامل نہیں ہوگئی ہے جس کو شریعت نے وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا کہہ کر حرام قرار دیا ہے، کہیں اس مال میں (جس کے ذریعہ حج کر رہا ہے) رشوت کا مال تو شامل نہیں جس کو قرآن وحدیث نے ناجائز قرار دیا ہے، کہیں اس مال میں اپنی بہنوں کی وراثت کا حصہ تو نہیں کہ جس جائیداد میں اپنی بہنوں کا حصہ تھا، بجائے انکا حق دینے کے خود طاقت کے زور پر لے لیا ہو اور اسی جائیداد کو فروخت کر کے یا اس سے نفع حاصل کر کے حج کے سفر کیلئے خرچ کر رہا ہو، کہیں اس مال میں تجارت کرتے ہوئے لوگوں کا حق

مار کر حاصل کی ہوئی رقم تو نہیں جو از روئے شریعت ناپاک اور حرام ہے، کہیں اس مال میں جوئے کے ذریعہ حاصل کی ہوئی رقم تو نہیں کہ جس کو رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ کہہ کر اس سے روکا گیا ہو، بہرصورت عازم حج کے لئے سب سے پہلے لازم ہے کہ وہ جس مال سے حج کر رہا ہے وہ از روئے شریعت پاک اور حلال ہونا، پاک اور حرام نہ ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ حرام اور ناپاک لباس اور مال کے ذریعہ حج کرے اور لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کہنے لگے اور اس کے جواب میں لَا لَبَّيْكَ کہا جائے ہر عازم حج کی سب سے پہلی اور بڑی نازک ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے پورے سفر حج کے لئے ایسے مال کا انتخاب کرے جس میں بال برابر بھی ناپاک اور حرام مال داخل وشامل نہ ہو۔

# حقوق سے سبکدوشی

ہر عازم حج کو چاہیے کہ وہ حج کے سفر سے پہلے اس بات پر غور کر لے کہ اس کے ذمہ کسی کا حق تو واجب نہیں ہے، اگر کسی کا حق اس کے ذمہ ہو تو اس حق کو ادا کرے اور اس سے سب سے پہلے سبکدوش ہو جائے، کسی کی امانت اس کے پاس ہو تو اسے واپس کر دے، کسی کی رکھی ہوئی امانت میں سے حج کے سفر کیلئے اس کی اجازت ومرضی کے بغیر خرچ کر لینا ہرگز درست نہیں ہے، اگر اس نے کسی کی چیز غصب (چھین) کر رکھی ہو تو اس کو پہلی فرصت میں لوٹا دے، کسی کا حق دبا رکھا ہو تو جسکا بھی حق ہے ادا کر دے اور اس سے معافی مانگ لے، اگر ان تمام امور کی رعایت کے بغیر حج کرے گا تو محض نام کا حج ہوگا۔

حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص دور سے (بیت اللہ کے) سفر پر جاتا ہے اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں، بدن میل کچیل سے اٹا ہوا ہے، وہ رو رو کر اللہ تعالی کو یَا رَبِّ یَا رَبِّ کہکر پکارتا ہے حالانکہ اس کا کھانا حرام کا، اس کا لباس حرام کا، اس کی غذا حرام کی اس کی دعا کیسے قبول ہو؟ (رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ)۔

اگر مقروض ہو تو قرض بھی ادا کر دے اگر چہ کہ مسئلہ کی رو سے مقروض شخص کا حج ادا تو

ہو جائے گا لیکن مقروض آدمی کو چاہیے کہ وہ قرضہ ادا کرنے کی فکر اور کوشش کرے اس لئے کہ کبیرہ گناہوں کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی مقروض ہو کر دنیا سے جائے اور اتنا مال چھوڑ کر نہ جائے جس سے اس کا قرضہ ادا ہو سکے، کیا بھروسہ ہے کہ آدمی حج کیلئے جائے اور وہ صحیح سلامت لوٹ کر بھی آئے اس لئے بہتر یہ ہے کہ قرض ادا کر دے ہاں ! اگر وہ شخص جس سے قرض لیا ہے وہ راضی ہو اور بخوشی و رغبت قرض ادا کئے بغیر جانے کی اجازت بغیر کسی دباؤ کے دیدے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، فقہاء نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ اگر قرض مل سکتا ہے اور حج فرض ہے اور سہولت کے ساتھ قرض کے ادا کرنے کی توقع بھی ہے تو قرض لے سکتا ہے، اگر حج فرض نہیں ہے تو اس صورت میں بھی قرض لے کر حج کرنا جائز ہے۔

# حج کے لئے جھوٹ

بعض سرکاری اور خانگی ملازمین کے بارے میں دیکھا اور سنا گیا کہ وہ حج کو جانا چاہتے ہیں اور انہیں چھٹی نہیں ملتی تو کسی بھی طرح جھوٹ بولکر چھٹی حاصل کر لیتے ہیں حالانکہ جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے، ایک فرض کو ادا کرنے کیلئے ایک حرام کا مرتکب ہونا کوئی عقلمندی کی بات نہیں ہے جبکہ جھوٹ کو نفاق کی علامت قرار دیا گیا ہے اور سچائی کو ایمان کی نشانی بتلایا گیا ہے ہاں ! اگر اس معاملہ میں حکومت کی طرف سے ظلم کیا جا رہا ہے اور ظلم سے بچنے کیلئے مجبوراً ناپسندیدگی کے ساتھ جھوٹ بول رہا ہے تو ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں کچھ گنجائش نکل سکتی ہے

بعض عورتیں محرم کے بارے میں شرعی احکام اور سعودی حکومت کے قوانین کی وجہ سے حج فارم میں محرم کے بارے میں جھوٹ لکھوا دیتی ہیں، اول تو ایسی عورت جسکو سفر حج کے لئے محرم میسر نہ ہو حج فرض ہی نہیں ہوتا، کسی نامحرم کو محرم بنانا اور اس کے ساتھ حج کرنا شرعاً درست نہیں ہے، ایسی عورتیں اس سلسلہ میں جھوٹ بول کر جعلسازی کے گناہ میں ملوث ہوتی ہیں، بعض سعودی میں رہنے والوں کیلئے ایسی صورتیں بھی پیش آتی ہیں کہ وہ اپنی بیوی کو حج پر بلانا چاہتے ہیں اور کفیل کے ناراض ہونے کی وجہ سے وہ اس پر راضی نہیں ہوتا کہ اس کی بیوی

کو حج کے لئے بلائے، اب ایسی صورت میں وہ فرضی طور پر اپنے کسی دوست کا نام اس عورت کے شوہر کی جگہ لکھ دیتے ہیں، اس طرح جعلسازی کے یہ کام جسکی بنیاد جھوٹ پر ہوتی ہے گناہ ہے، اس نوعیت کے جھوٹ لکھ کر یا بولکر حج کرنے سے حج کا فریضہ تو ویسے ادا ہوگا مگر حج جیسے مقدس فریضہ کی ادائیگی کیلئے حکومت اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجرم بننا درست نہیں ہے۔

اسی طرح بعض لوگ غلط راستوں سے چوری چھپے حج کرنے کیلئے جاتے ہیں، ظاہر ہے کہ حکومت کے قوانین کی خلاف ورزی میں ایک تو عزت کا خطرہ ہے کہ اگر پکڑے گئے تو بے عزتی ہوگی اور اخبارات ومیڈیا تک یہ بات پہنچی تو مجرم حاجی کی حیثیت سے بدنام ہونگے اور دوسری بات یہ کہ ایسی صورتوں میں بعض مرتبہ احکام شرعیہ کی خلااف ورزی بھی لازم آتی ہے، مثلاً بعض اوقات میقات سے بغیر احرام کے جانا پڑتا ہے جس سے دم لازم آتا ہے، بہر صورت حج کا سفر فرمانبرداری اور بندگی کے اظہار کا سفر ہے یہاں خلاف ورزی اور جرم زیبا نہیں دیتے۔

## سفر حج سے پہلے مسائل جاننے کا اہتمام

عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ جیسے ہی لوگ سفر حج کا ارادہ کرتے ہیں، سفر کی تیاری شروع کردیتے ہیں، حج کے وقت مکہ اور مدینہ کا موسم کیا ہوگا؟ اگر گرما ہے تو اسکے مناسب لباس کا اہتمام اور اگر سرما ہے تو اس کے اعتبار سے کپڑوں کی تیاری، کیا کیا چیزیں لینا ہے کیا نہیں لینا چاہیے؟ جانا کب ہے؟ لوٹنا کب ہے؟ کہاں قیام ہوگا؟ وہ عمارت جس میں قیام ہوگا کس انداز کی ہوگی؟ وہاں کتنی سہولتیں ہوں گی؟ مکہ کی قیام گاہ کعبۃ اللہ سے کتنی دوری پر ہے؟ مدینہ کی قیام گاہ مسجد نبوی سے کتنی دوری پر ہے؟ وغیرہ وغیرہ، ظاہر ہے کہ ان تمام امور کی بھی فکر ہونی چاہیے اسلئے کہ انکے بغیر یکسوئی سے حج کے مناسک بھی ادا نہیں کرسکتے لیکن کیا حج کی تیاری کیلئے صرف جسمانی امور سے متعلق فکر ہی کافی ہے یا اس سے آگے بھی ایک عازم حج کو سوچنا ہے، یہ ایک اہم سوال ہے حج ایک عبادت ہے اور اسکے بھی چند ارکان ہیں، چند شرائط

ہیں ،بعض چیزیں واجب ہیں اور بعض چیزیں سنت ہیں ، بعض مکروہ ہیں ، بعض مباح ہیں اور بعض حرام ہیں ، حج کا بھی ایک مشروع طریقہ ہے جسکے بغیر حج صحیح طور پر ادانہیں ہوگا اس فریضہ کے بھی احکام و مسائل ہیں جن کا جاننا ضروری ہے ، بعض ایسے امور ہوتے ہیں جن کی وجہ سے حج فاسد ہوجاتا ہے ان کا جاننا بھی ضروری ہے ، بعض ایسے امور ہیں جنکے کرنے سے دم لازم آتا ہے انکا معلوم کرنا بھی ضروری ہے سفر حج کے آداب بھی ہیں جن کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا لیکن عازمین حج اس طرف بہت کم توجہ دیتے ہیں بہت سے حجاج تو ایسے آتے ہیں جن کے بارے میں سنا گیا کہ انہیں کلمہ طیبہ تک یادنہیں ، حج کے فرائض تک معلوم نہیں ، احرام کے احکامات سے تک واقف نہیں اور جب حج کے سفر سے پہلے وداعی تقریبیں منعقد ہوتی ہیں تو تجربہ کار حجاج کرام بجائے ان عازمین حج کو حج کے مسائل سے آگاہ کرنے کے انہیں وہاں کے بازاروں کا تعارف کروانے میں مصروف ہوجاتے ہیں کہ اس دوکان میں مرغ مسلم ملتا ہے جو بہت ہی لذیذ ہوتا ہے ، اس ہوٹل میں مدراسی کھانا بہت شاندار ملتا ہے ، اس علاقہ میں بہت شاندار ہوٹلیں ہیں جہاں ہر قسم کا کھانا ملتا ہے ، وہاں سونے چاندی کی دکانیں بڑی عمدہ ہیں ، یہاں یہ سہولت ہے اور وہاں وہ سہولت ہے وغیرہ وغیرہ ۔

بہرحال جس اہم کام کے اہتمام کی ضرورت ہے اس سے غفلت و لاپرواہی عام ہے ہر عازم حج کو اس بات کی فکر لاحق ہونی چاہیے کہ میں حج کیلئے جارہا ہوں اور حج کے لئے مجھے احرام باندھنا ہے ، طواف کرنا ہے ، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا ہے ، کعبۃ اللہ کا طواف کرنا ہے ، رمی جمرات کرنا ہے ، عرفات پر وقوف کرنا ہے ، ایام حج کا دستور پورا کرنا ہے ، زیارت نبوی ﷺ کی سعادت حاصل کرنی ہے ، ان تمام کے آداب ، احکام اور طریقے کیا ہوں گے؟ مجھے مقامات مقدسہ میں مختلف دعائیں کرنی ہیں ، کہاں کونسی دعا کرنا ہے کہاں کیا پڑھنا مسنون ہے ؟ وہ دعائیں کیا ہیں ان کی کیا فضیلت ہے ان مقامات مقدسہ کی تاریخی حیثیت کیا ہے ؟ مجھے کب کیا کرنا ہے؟ حج کی اصطلاحات کیا ہیں ؟ ہر ایک کے مسائل و احکام کیا ہیں ۔ یہ سوالات حج سے پہلے ذہن میں ابھرنا چاہیے ، ہوتا یہ ہے کہ جیسے ہی حج کی تاریخ

طے ہوتی ہے عازمین حج دعوتوں میں مصروف ہوجاتے ہیں، پہلے عازم حج کو متعلقین ورشتہ دار دعوت دے رہے ہیں اور پھر سب کا قرض اتارنے کیلئے اب عازم حج سب کی دعوت کررہا ہے، اس کا سلسلہ سفر کے آغاز تک رہتا ہے اب فرصت ہی نہیں رہتی کہ ان ضروری امور پر غور کرلیتے اوراس کیلئے تھوڑا سا وقت نکال لیتے، آج کل تو الحمد للہ حج کے احکام ومسائل پر مختلف چھوٹی بڑی رہنما کتابیں آسانی سے دستیاب ہیں اور بعض ادارے اور تنظیمیں حاجیوں کیلئے مفت کتابیں بھی تقسیم کررہے ہیں، جب اتنی آسانی کے ساتھ حج کی اصل اور حقیقی تیاری کے اسباب سامنے ہوں تو پھر اس سے غفلت بے معنی ہے، ہاں ! بعض مسائل کتابوں کے مطالعہ کے بعد بھی تشنہ رہ جائیں تو ان مسائل کو علماء سے پوچھ کرمعلوم کرلیں اور سفر کے آغاز سے پہلے ہی اس کی تحقیق کرلیں اس لئے کہ سفر کے دوران ہجوم کیوجہ سے وہاں مسائل کا پوچھنا اور تحقیق کرنا دشوار ہوجاتا ہے۔

## حج کرنے والے پر اہل وعیال کی کفالت

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر بیت اللہ کا حج کرنا لازم وواجب قرار دیا ہے بشرطیکہ وہ بیت اللہ تک پہنچنے کی قدرت واستطاعت رکھتے ہوں اس مقدرت واستطاعت کی تفصیل فقہاء نے یہ بیان فرمائی کہ اس کے پاس ضروریات اصلیہ سے فاضل اتنا مال موجود ہو جس سے وہ بیت اللہ تک آنے جانے اور وہاں قیام کرنے کا خرچ برداشت کرسکے اور اپنی واپسی تک ان اہل وعیال کا بھی انتظام کرسکے جن کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے۔

وہ لوگ جو حج کا ارادہ کریں ان پر ضروری ہے کہ وہ اس بات پر غور کرلیں کہ ان کے سفر حج کے دوران ان کے اہل وعیال جن کے نفقہ کی ذمہ داری ان پر واجب ہے اتنی مقدار میں مال ان کے پاس موجود ہے یانہیں؟ اگر ان کے پاس اتنی رقم ہے کہ وہ سفر حج بھی کرسکتے ہیں اور انکے واپس ہونے تک ان کے بیوی اور بچوں کے اخراجات بھی بغیر حق تلفی کے پورے ہوسکتے ہیں تو انہیں حج کرلینا چاہئے، اور اگر سفر حج کیلئے رقم تو ہے لیکن ان کے اس سفر کی مدت

کیلئے گھر کے اخراجات کی تکمیل کیلئے رقم موجود نہیں ہے اور نہ کوئی اور ذریعہ اس دوران میسر ہے تو ایسی صورت میں وہ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً کے دائرہ میں یہ لوگ نہیں آتے اور ان پر حج فرض نہیں ہوگا۔

# پہلے حج یا بیٹی کی شادی

عموماً عوام الناس حج سے متعلق اس مسئلہ میں انتہائی غلط فہمی میں مبتلا ہیں، پتہ نہیں کس نے انہیں یہ درس دیدیا کہ اگر بیٹی نکاح کے لائق ہو تو اس کی شادی ہونے تک حج کرنا درست نہیں، حج کو ایک ایسا عمل بنا لیا گیا ہے کہ یہ سارے کاموں کے ہوجانیکے بعد عمر باقی رہی تو سب سے آخر میں انجام دیا جائے، یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہندوستان میں لوگ عموماً وظیفہ یاب ہونے کے بعد حج کا اِرادہ کرتے ہیں، حالانکہ حج کی فرضیت کیلئے وظیفہ یاب ہونا ضروری نہیں ہے، ہر وہ بالغ مسلمان جس کے پاس اتنی رقم ہے کہ وہ حج کرسکتا ہے اور اس کی لڑکی بھی ہو جس کی ابھی تک شادی نہ ہوئی ہو تو فقہاء نے لکھا ہے کہ ایسی صورت میں اگر حج کے ایام ہوں تو اس کے ذمہ حج کرنا فرض ہے (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱۳۱ جلد چہارم) اس مسئلہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حج مقدم ہے شادی پر، لوگ اس بارے میں علماً و عملاً غلطی پر ہیں اور کئی لوگ ایسی صورت میں حج فرض ہونے کے باوجود حج کے ترک کرنے کے گنہ گار ہیں، اپنی اولاد کے خاطر اپنے فرض سے محروم ہونا اور گنہ گار ہوجانا بدنصیبی کی بات ہے ہاں! کوئی ایسی صورت ہو کہ اگر اپنی لڑکی کو چھوڑ کر جائے گا تو فتنہ کا اندیشہ ہے اور اس کے حل کی کوئی شکل وصورت ہی نہیں ہے تو یہ ایک استثنائی صورت ہے۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم حج کو چلے جائیں گے اور لڑکیوں کی شادی نہیں کریں گے تو پھر کون ان کا ذمہ دار ہوگا، اس سلسلہ میں بنیادی طور پر یہ بات ذہن میں رکھی جائے کہ اگر ہم حج کے فرض ہوتے ہی حج کرلیں اور وہاں پہنچ کر اللہ تعالیٰ پر توکل اور یقین کرتے ہوئے اپنی لڑکیوں کی شادی بیاہ کیلئے دعا کریں گے تو ظاہر ہے کہ انکا یہ یقین اور ان کی یہ

دعائیں رنگ لائیں گی اورلڑکیوں کی شادی کی ذمہ داری کے بہانے لاکھوں روپۓ اسراف کرنا، بیجا خرچ کرنا، اس کی شریعت میں کہاں گنجائش ہے؟ اس لئے لڑکی کی شادی کی وجہ سے حج کو مؤخر یا ملتوی نہ کرے۔ آج کل کے رسم و رواج نے شادی کیلئے جو پابندیاں لازم کردی ہیں وہ اکثر ایسی ہیں جو شرعاً لازم نہیں ہیں، بلکہ شرعا ناجائز ہیں، اگر مسنون طریقہ پر شادی کی جائے تو حج کو ملتوی یا مؤخر کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی۔ (فتاوی محمودیہ جلد۳/۱۷۸)۔

# حج کی قسمیں

حج کی تین قسمیں ہیں (۱) ایک افراد (۲) دوسرے تمتع (۳) تیسرے قران اور یہ فرق احرام کے وقت نیت کرنے سے ہوتا ہے۔

۱)افراد: صرف حج کا احرام باندھنے کو افراد کہتے ہیں اور اس قسم کا حج کرنے والے کو مفرد کہتے ہیں، افراد کے لفظی معنی تنہا کے ہیں، چونکہ وہ صرف حج کررہا ہے اس لئے اس قسم کے حج کو افراد کہتے ہیں ۔

(۲) تمتُّع: اس طریقہء حج کو کہتے ہیں جس میں حج کے زمانے میں احرام باندھ کر عمرہ کرلیا جائے اوراسکے بعد کچھ دنوں کیلئے احرام کھول دیا جائے پھر حج کے فرائض ادا کرنے کیلئے آٹھویں ذی الحجہ کو دوبارہ احرام باندھ لیا جائے، تمتع کے لفظی معنی فائدہ اٹھانے کے ہیں، چونکہ اس صورت میں درمیان میں کچھ دنوں کیلئے آدمی کیلئے وہ چیزیں حلال ہوجاتی ہیں جو حرام تھیں اوران سے وہ فائدہ اٹھاتا ہے اس لئے اس کو تمتع کہتے ہیں، اس طریقہ سے حج کرنے والے کو متمتع کہا جاتا ہے۔

(۳) قران: اس طریقہ کو کہا جاتا ہے جس میں حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ حرام باندھا جائے اور پہلے عمرہ پھر حج کیا جائے، ایسا کرنے والے کو قارن کہتے ہیں، قران کے لفظی معنی ملانے کے ہیں، چونکہ اس طریقہ میں عمرہ اور حج دونوں کو ملا لیا جاتا ہے اسلئے اس کو قران کہا جاتا ہے۔

# کونسا حج افضل ہے؟

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ حج کی تین قسمیں ہیں تو یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ ان تینوں میں کس قسم کا حج کرنا افضل ہے؟ افراد، قران یا تمتع ؟ اسکا جواب یہ ہے کہ قران افضل ہے ان لوگوں کیلئے جو حرم سے باہر رہتے ہوں۔ (فتاوی محمودیہ جلد سوم صفحہ ۱۷۶)

# پہلے اپنا حج

عموماً حج کے بارے میں لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اگر زید کا باپ حج نہیں کیا ہے تو زید حج نہیں کرسکتا اس کا مطلب یہ کہ جب تک باپ حج نہ کرے بیٹا حج نہیں کرسکتا اس غلط فہمی کی وجہ لاعلمی ہے اور اسی لاعلمی کی وجہ سے بہت سے ایسے لوگ جو باوجود یہ کہ سعودی عرب میں ملازمت کرتے ہیں اور وہ بآسانی فریضہء حج ادا کرسکتے ہیں محض یہ سمجھ کر کہ ہمارے والد اور والدہ نے حج نہیں کیا میں کیسے حج کروں؟ حج کے فریضہ کے ادا کرنے سے محروم رہتے ہیں، اسی طرح ہندوستان میں رہنے والے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو خود صاحب استطاعت ہیں کوئی رکاوٹ انہیں ادائیگیء حج کیلئے نہیں ہے، لیکن محض اس خیال سے حج کرنے سے رکے ہوئے ہیں کہ ابھی تک ان کے والدین کا حج نہیں ہوا ہے، حالانکہ جس طرح نماز ایک فریضہ ہے، زکوۃ ایک فریضہ ہے، روزہ ایک فریضہ ہے اسی طرح حج بھی ایک فریضہ ہے جس طرح نماز، روزہ اور زکوۃ والدین کی نماز، روزہ اور زکوۃ پر موقوف نہیں اسی طرح بیٹے کا حج بھی والدین کے حج پر موقوف نہیں ہے ہاں! اگر اللہ تعالی نے کسی کو اتنی دولت دے رکھی ہو کہ وہ خود بھی حج کرسکتا ہے اور اپنے والدین یا والد یا والدہ کو بھی حج کرا سکتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے ساتھ اپنے والدین کو بھی حج کرادے، ان کے حج کی فکر کرنا بھی انکے ساتھ حسن سلوک ہے، اس کا انہیں ضرور اجر وثواب ملے گا اور اس سے بڑھ کر ان کی مقبول دعائیں بھی ملیں گی جو رد نہیں کی جاتیں۔ (اللہ تعالیٰ ہر بیٹے کو یہ سعادت نصیب فرمائے اور اس کے اسباب بھی۔ آمین) اگر اس خیال سے کہ ابھی تک والد نے حج نہیں کیا اپنے فریضہء حج کو ملتوی رکھے گا تو

ترک حج کا گناہ اس کے سر رہے گا (ملاحظہ ہو فتاوی محمودیہ جلد۳ صفحہ ۱۷۸)۔

## پہلے کہاں جائیں؟

جب لوگ حج کیلئے جاتے ہیں تو حرمین ضرور جاتے ہیں یعنی مکہ مکرمہ بھی جاتے ہیں اور مدینۂ منورہ بھی جاتے ہیں، اب سوال یہ ہیکہ پہلے مدینہء منورہ جانا چاہیے یا پہلے مکہء مکرمہ جاکر حج کرلینا چاہئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر حج کرنے والے کا یہ پہلا حج ہے تو پہلے مکہء معظّمہ جانا افضل ہے اور اگر پہلا حج نہیں ہے تو پہلے مدینۂ طیبہ کی حاضری افضل ہے (فتاوی محمودیہ ج ۳ ص ۱۸۱)۔

## تصویر کشی اور ویڈیو گرافی

حج ایک عبادت ہے اور عبادت اسی وقت مقبول اور نافع ہے جبکہ وہ قرآن مجید اور احادیث شریفہ کے احکام کے دائرہ میں ہو، اگر ہماری عبادات میں غیروں کی تہذیب کے مناظر جھلکنے لگ جائیں دوسری قوموں کی رسمیں داخل ہوجائیں تو پھر یہی عبادت منہ پر مار دیئے جانے کے قابل ہوجائے گی، حج کوئی سیر وتفریح کا سفر نہیں ہے بلکہ حج ایک ایسا مقدس سفر ہے جس کے ذریعہ روحانیت کو تازگی اور ایمان کو قوت نصیب ہوتی ہے، اس سفر کو ابتدا سے انتہا تک احتیاط کے دائرہ میں رکھنے کی ضرورت ہے، مگر افسوس ہم ہندوستانی مسلمانوں پر کہ حج کے سفر سے پہلے ہی خرافات شروع ہوجاتے ہیں حج سے پہلے مختلف قسم کی تقریبیں منعقد ہوتی ہیں، آدمی جتنا بڑا مانا جاتا ہے اتنی ہی بڑی تقریبیں منعقد ہوتی ہیں اور ان تقریبوں میں عازمین حج بہ حیثیت مہمان شریک ہوتے ہیں، اب میزبان کی خواہش ہوتی ہے کہ حاجیوں کے ساتھ گروپ فوٹو لی جائے، یہیں سے برائیوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے سخت ضرورت پر تو تصویر لینے کی اجازت دی گئی، مثلاً پاسپورٹ، لائسنس، راشن کارڈ وغیرہ کے لئے، لیکن خواہ مخواہ تصویر کشی تو حرام ہے اسکی اجازت ہرگز نہیں ہے، ایسے موقع پر عازمین حج میزبان کی محبت اور اس کے جذبات کے احترام کے طور پر اس تصویر کشی اور ویڈیو گرافی کی بھی

اجازت دے دیتے ہیں، بعض عازمین دل سے اس عمل بد پر خوش بھی ہوتے ہیں اور اپنی عزت افزائی کا ذریعہ تصور کرتے ہیں اور بعض میزبان کی زبردستی پر راضی ہو جاتے ہیں اس رسم بد کو چھوڑنا اور حج کے فیوض و برکات حاصل کرنے کیلئے ان امور سے پرہیز کرنا لازمی ہے

## اِسراف نہ کیجیے

عازمین حج کو جب لوگ الوداع کہنے کیلئے ریلوے اسٹیشن یا بس اسٹیشن آتے ہیں یا ایر پورٹ پہنچتے ہیں تو اپنی محبت وعقیدت کے اظہار کیلئے اپنے ساتھ پھولوں کا ہار لیکر آتے ہیں، آج کل ذہن یہ بنا ہوا ہے کہ پھولوں کا ہار جس قدر وزنی اور خوشنما ہوگا اسی قدر اس کے دل میں اس سے محبت ہے، گویا محبت کو پھولوں کے ہار میں تولا جاتا ہے، محبت کا پیمانہ بھی عجیب ہے، یا للعجب ! بعض مرتبہ تو پھولوں کا ہار اتنا بڑا ہوتا ہے کہ قدِ آدم بھی شرمانے لگ جائے اور حاجی صاحب ہیں کہ اسی پھولوں کے ہار کے ساتھ ہر ایک سے مصافحہ کررہے ہیں، معانقہ کررہے ہیں اور گرمجوشی سے الوداعی کلمات قبول کررہے ہیں، حالانکہ اس قدر قیمتی ہار کا مستقبل کچرے کی کنڈی ہے، سینکڑوں روپیوں سے خریدے ہوئے پھولوں کے ہار کی زندگی چند منٹوں سے زیادہ نہیں ہے اس قدر قیمتی ہار کا ضائع کر دینا کونسی عقلمندی کی بات ہے؟۔

کیا ایک قلبِ سلیم اور دماغِ صحیح رکھنے والا اتنا بھی نہیں سمجھ سکتا کہ یہ اسراف ہے اور اسراف شیطانی عمل ہے، حج کا مقصد انسان کو واقعی انسان بنانا اور آدم علیہ السلام کے اوصاف کو اختیار کرتے ہوئے حقیقی فرزند آدم بنانا ہے، لیکن حج کے اس مقدس سفر کا آغاز کرتے ہوئے آدمی بجائے ابنِ آدم بننے کے برادرِ شیطان بنتا ہے، قرآن مجید ایسے اسراف پسند لوگوں کے بارے میں فیصلہ کرتا ہے کہ "اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیَاطِیْنَ" کہ اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی ہوتے ہیں، اس موقع پر نعرہ بازی بھی ہوتی ہے ایک کہرام مچ جاتا ہے ایک دوسرے کے حقوق کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر عازمِ حج یہ فیصلہ کرے کہ میرے سفر سے پہلے اور سفر کے دوران کوئی ایسا عمل نہ ہوگا جو شرعاً ناپسند ہو۔

# امامِ ضامن کی حقیقت

بعض علاقوں میں مسلمانوں میں ایک عجیب رواج ہے جس کی شرعا کوئی حیثیت نہیں، بلکہ ایک اعتبار سے یہ رواج اسلامی تعلیمات کے بالکل مغائر اور ایک موحد کیلئے انتہائی نامناسب ہے بلکہ حرام ہے، وہ ہے امامِ ضامن باندھنا' عموماً کسی آدمی کے سفر کے آغاز پر اور خصوصا سفر حج کے موقع پر امام ضامن باندھا جاتا ہے' اور عقیدت کے اعتبار سے اس کا پس منظر یہ ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ امامِ ضامن باندھنے سے آدمی کا سفر امن و عافیت کے ساتھ ہوتا ہے (نعوذ با للہ) حالانکہ ایک مومن و مسلمان کیلئے اس قسم کا عقیدہ رکھنا حرام ہے کہ وہ ایک اللہ پر یقین کرنے کے بجائے کسی بے جان چیز پر یقین رکھے کہ وہ ہماری حفاظت کرتی ہے، ہم تو وہ ہیں کہ ہمیں " توکلت علی اللّٰہ " اور " حسبی اللّٰہ " کا عظیم درس دیا گیا ہے' اور جبکہ ہم کعبۃ اللہ کی طرف سفر کر رہے ہیں، ایک عظیم فریضہ کی ادائیگی کے لئے نکل رہے ہیں اور اللہ کے مقدس راستے میں نکل رہے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے موحد کی اداؤں کی مشق کرنے اور ان کی یاد کو تازہ کرنے کیلئے جا رہے ہیں، کیا ہمارے لئے یہ زیبا دے گا کہ ہم اس قسم کے کمزور خیالات کو اپنے ذہنوں میں پالیں، ایک قوی ایمان رکھنے والا اس کو ہرگز ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔

# وداعی تقریبات میں بے حجابی

جیسا کہ اس سے پہلے بھی یہ بات عرض کی گئی ہے کہ حج سے پہلے عازمین حج کے اعزاز میں وداعی تقریبیں منعقد ہوتی ہیں اور اس میں حج کرنے والے مرد اور حج کرنی والی عورتیں دونوں شریک ہوتی ہیں، میزبان اور مہمان میں بعض مرتبہ کوئی قریبی رشتہ بھی نہیں ہوتا محض دوستی اور تعلق کی بنیاد پر یہ تقریب منعقد ہوتی ہے اور اس تقریب میں مرد و عورت سب ایک دوسرے سے بلا تکلف بغیر کسی پردہ کے گفتگو کرتے ہیں، نامحرم حضرات عورتوں سے بغیر کسی پردہ کے گفتگو کر رہے ہیں، پردہ کا کوئی لحاظ نہیں' بعض علاقوں میں یہاں تک دیکھا گیا کہ عام مرد حج کو جانے والی عورتوں سے مصافحہ کر رہے ہیں اور بڑی تعظیم سے مصافحہ ہو رہا ہے اور ظلم

بالائے ظلم ! اس کو باعثِ ثواب سمجھا جا رہا ہے‘ حالانکہ شریعت اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتی کہ کوئی نامحرم سے مصافحہ کرے اور نامحرم سے مصافحہ تو حرام ہے اور حرام کو باعثِ ثواب سمجھنا تو آدمی کے ایمان کو متزلزل کر دیتا ہے‘ خصوصاً دیہاتوں میں جہاں علم و دانش کی کمی ہے، اس قسم کے مناظر بکثرت دیکھنے کو ملتے ہیں‘ ایک اہم فریضہ کی ادائیگی کی خاطر ان مکروہات و منہیات اور حرام امور میں مبتلا ہونا کہاں کی عقلمندی ہے؟ یہ اندھی عقیدت و محبت ہے لوگوں کو اس سلسلہ میں محتاط رہنا چاہیئے۔

## سفرِ حج اور ڈاڑھی

ڈاڑھی کے بارے میں علماء کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ڈاڑھی مونڈھنا یا ایک مشت سے کم کتروانا حرام ہے‘ اور ڈاڑھی مونڈھنا یا ایک مشت سے کم کرنا ایک ایسا جرم ہے کہ دن کے چوبیس گھنٹے آدمی اس کی وجہ سے مجرم رہتا ہے‘ آدمی سو رہا ہے جب بھی مجرم ہے، کھا رہا ہے مجرم ہے، نماز پڑھ رہا ہے مجرم ہے، روزہ دار ہے مجرم ہے، بعض گناہ وقتی ہوتے ہیں لیکن ڈاڑھی مونڈھنا دائمی جرم ہے، آدمی جب تک اس حالت میں رہے گا مجرم تصور کیا جائے گا اور حضور ﷺ نے ڈاڑھی کو بڑھانے اور مونچھوں کو کترنے کا حکم دیا اور یہودیوں کی مخالفت کا حکم دیا ہے اسلئے کہ یہود ڈاڑھی کو مونڈھتے ہیں اور مونچھوں کو بڑھاتے ہیں معلوم ہوا کہ ڈاڑھی کا مونڈھنا یہودیوں کا طریقہ ہے۔

اب ایک ایسا شخص جس نے کعبۃ اللہ جیسے مقدس مقام تک سفر کی نیت کی ہو اور وہاں کے مقدس مقامات میں پہنچنے اور اللہ تعالی کی رحمتوں کو سمیٹنے اور اپنے گناہوں کی بخشش کی ٹھان لی ہو اور سب سے بڑی بات تو یہ کہ جس نے نبی رحمت ﷺ کی قبرِ اطہر کی زیارت کا اِرادہ کیا ہو کیا ایسے شخص کیلئے یہ زیبا دیگا کہ وہ ان مقامات میں یہودیوں کا چہرہ لیکر جائے اور نبی رحمت کے چہرہ کو اپنی زندگی سے نکال دے۔

بھلا وہ شخص جو نبی ﷺ کی مبارک سنت کی ناقدری کرتا ہو اور اس کو یہودیوں کی تہذیب

دل کی گہرائی سے پسند ہو وہ کس منہ سے یہ کہہ سکے گا کہ اس کے دل میں حضورﷺ کی عظمت اور محبت ہے' اور حج کے سفر کا مقصد جہاں اس فریضہ کا ادا کرنا ہے وہیں اہم مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہوں اور جرائم کو معاف کر دے اور ظاہر ہے کہ جرم کرتے ہوئے (ڈاڑھی مونڈتے اور کترتے ہوئے) جرائم کی معافی مانگنا کہاں کی عقلمندی ہے؟۔

اس لئے ہر عازمِ حج کو چاہیے کہ وہ اس بات کا عہد کرے کہ وہ یہاں سے نکلنے سے پہلے ہی اپنی غلطی پر توبہ کرے گا اور آئندہ نہ ڈاڑھی منڈائے گا اور نہ ایک مشت سے کم کترائے گا' اللہ فہم سلیم نصیب فرمائے۔

## اوقات کو ضائع نہ کیجئے

ایک زمانہ تھا لوگ حج کا ارادہ کرتے تو انہیں اپنی زندگی کے پانچ چھ ماہ اس سفر کیلئے دینے پڑتے تھے، پانی کی جہازوں پر سفر ہوتا تھا، لوٹ مار کے خدشے اور اندیشے ہوتے تھے آدمی کا واپس آنا بہت مشکل سمجھا جاتا تھا' کبھی پانچ چھ ماہ تو کبھی تین چار ماہ لگ جاتے تھے، اس طرح ان کیلئے عبادات کا ایک طویل اور زرین موقع مل جاتا تھا اور سفر کے دوران حج کے مسائل اور طریقوں سے آگاہ ہونے کا سنہری موقع ملتا تھا، لیکن اب تو تیس پینتیس دن ہی میں سارا سفرِ حج مکمل ہو جاتا ہے بلکہ آجکل اس سے بھی کم وقفہ میں لوگ اس سفر سے فارغ ہو جاتے ہیں، ظاہر ہے کہ " وقت کم اور کام بہت ہے" کے مصداق ہر عازم حج کو چاہئیے کہ وہ وقت کی قدر کرے وقت کا صحیح استعمال ہو' ہر ہر لمحہ کی قدر ہو جس دن اور جس وقت میں جو کام کرنا افضل ہے اس سے غفلت اور سستی نہ ہو' غیر ضروری گفتگو سے اجتناب کرے اس لئے کہ آج کل کی ہر گفتگو میں اخروی اعتبار سے نقصان کا پہلو زیادہ اور نفع کا پہلو کم ہے، عموماً تو یہی حال ہے کہ جہاں گفتگو شروع ہوتی ہے وہیں سے غیبتوں، دوسروں کی برائیوں اور خامیوں کی چھان بین شروع ہو جاتی ہے، ایک فرض کی ادائیگی کی خاطر حاجی سینکڑوں گناہوں کا شکار بھی ہو سکتا ہے جب کہ احتیاط کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے۔ اس لئے اس مقدس سفر کے دوران

نماز، تلاوت، ذکرو اذکار، درود شریف، امر بالمعروف نہی عن المنکر، پندو نصائح، ایک دوسرے کی تربیت اور اپنے لئے اور ساری امت کیلئے اور متعلقین کیلئے دعاؤں کا اہتمام ہو سَابِقُوۡا اِلَی الۡخَیۡرَاتِ کا مجسمہ بن جائے کہ ہر نیکی کے کام میں آگے آگے رہے، اور اسی کے ساتھ ساتھ سفر کے دوران ایک دوسرے کی خدمت، ایک دوسرے کی کمزوری کا لحاظ، ہر ایک کے ساتھ خوش اخلاقی، وسعت نظری کا برتاؤ، حسنِ سلوک، غم خواری اور ہمدردی کا برتاؤ اور خصوصاً کمزوروں کی خدمت میں اپنا وقت گزارے، جہاں تک ہو سکے اس بات کی کوشش کرے کہ گھر سے نکلنے سے لیکر پھر گھر پہنچنے تک کسی کو رائی کے دانہ کے برابر بھی تکلیف نہ ہو۔

## نمازوں سے غفلت

عموماً یہ بھی دیکھا گیا کہ بہت سے عازمینِ حج اپنے سفر کی تیاریوں میں ادھر ادھر آتے جاتے ہوئے نیز دوستوں، رشتہ داروں اور متعلقین سے ملاقات کیلئے قریب اور دور دراز کے اسفار کرتے ہوئے سہولت کے باوجود نمازوں سے غفلت برتتے ہیں، حج بھی ایک فرض ہے اسکے ادا کرنے کیلئے دوسرے فرض سے سستی کا جرم نہیں کرنا چاہئے۔

بعض حاجیوں کے بارے میں سنا گیا کہ حرم کے قریب رہنے کے باوجود مسجدِ حرام کی نماز با جماعت میں شریک نہیں ہوتے، نماز کے اوقات میں دوستوں اور ملاقاتیوں سے ملاقات اور گفتگو میں مصروف رہتے ہیں یا کھانے پکانے میں منہمک رہتے ہیں، اتنی دور دراز کے سفر کے بعد اللہ تعالیٰ نے اتنا حسین موقع عنایت فرمایا کہ لاکھوں کیساتھ با جماعت نماز ادا کر سکیں تو پھر اس سے غفلت کرنا محرومی کی بات ہے، مسجد حرام کی ایک نماز مسجد نبوی کی سو نمازوں سے افضل ہے اور مسجد نبوی کی ایک نماز دوسری مسجدوں کی ہزار نمازوں سے افضل ہے (مسند احمد) اس کا مطلب یہ نکلا کہ عام مسجدوں کے مقابلہ میں مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ ہے۔

اور جو لوگ مدینہ منورہ پہنچیں ان لوگوں کو چاہئے کہ مدینہ میں قیام کے دوران مسجد نبوی میں

نماز پڑھنے کا اہتمام کریں اس لئے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری اس مسجد (مسجد نبوی) میں مسلسل ۴۰ نمازیں پڑھیں ایک نماز بھی فوت نہیں ہوئی اس کیلئے نجات اور دوزخ سے براءت لکھ دی جائے گی اس طرح ہر عذاب اور نفاق سے براءت لکھدی جائے گی۔ (مسند احمد)

## شیطان کے حملے

یہ ایک حقیقت ہیکہ شیطان انسان کا کھلا ازلی دشمن ہے (اِنَّ الشَّیْطَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ) اور دشمن کبھی خیر خواہ نہیں ہوسکتا، دشمن کا مقصد اولین یہ ہوتا ہے اپنے دشمن کو ذلیل ورسواء کردے، اس کو ناکام ونامراد بنادے، اس کو اللہ تعالیٰ کی قربت ورحمت سے دور کردے، اس کے کاندھے پر گناہوں کا بوجھ لاددے، شیطان نے اپنے دشمن انسان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے یوں کہا تھا کہ میں پوری کوشش کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں کہ ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ عبادت کا لوں گا اور اس حصہ کی تفصیل یہ ہے کہ میں انکو عقائد میں گمراہ کروں گا اور میں ان کو خیالات میں ہوس دلاؤں گا، سچ سے گناہ کی طرف میلان ہو اور انکی مضرت نظر میں نہ رہے (النساء ۱۲۰)۔

جب قرآن مجید نے شیطان کی اس تدبیر کو صاف طور پر بتلادیا ہے اور آگاہ کردیا ہے کہ شیطان تمہیں تمہارے برے اعمال کو اچھا کر دکھاتا ہے تو اتنی وضاحت کے بعد ایک مومن اور مسلمان کو شیطان کے خطرناک حملوں سے بچتے رہنا چاہیئے اور اپنے اندر کم از کم اتنی ایمانی قوت تو پیدا کرلینا چاہیے کہ شیطان کا کوئی حملہ کارگر نہ ہو اور وہ اپنی مشن میں ناکام ونامراد ہوجائے، شیطان ایسے خاص موقعوں پر بہت زیادہ انسان کے پیچھے پڑا ہوا رہتا ہے جب کہ وہ کسی خاص نیک عمل میں مصروف رہتا ہے، مثلا نماز میں آدمی ٹھہرتا ہے تو شیطان وسوسوں میں مبتلا کردیتا ہے اور آدمی کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی تھیں، بالکل اسی طرح ایک مومن ومسلمان جب سفرِ حج کا ارادہ لئے گھر سے نکلتا ہے تو شیطان کی یہ تدبیر ہوتی ہے کہ کسی طرح اسکے حج کو فاسد و باطل کردیا جائے، اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کردیا جائے، اس کو برائیوں میں مبتلا کردیا جائے اس کو عبادات کے لطف سے محروم رکھا جائے، اس کو دنیوی لذتوں

میں مصروف رکھا جائے ، عازمین حج کو چاہئیے کہ وہ سفر کے آغاز ہی سے چوکنا اور متنبہ رہیں اور کسی بھی شیطانی وسوسہ کا شکار نہ ہوں، اور اس مقدس سفر کے دوران اپنی ایمانی قوت اور روحانی طاقت کو بڑھاتے ہوئے اپنے گناہوں اور خامیوں کو دور کرنے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو دل میں بٹھانے اور اسکی قربت و نزدیکی کو حاصل کرنے کی پوری رغبت کے ساتھ کوشش اور محنت کرتے رہیں اور پورے یقین کے ساتھ اپنے پروردگار سے حج کی مقبولیت کی دعاء مانگتے رہیں۔

## فحش گفتگو سے پرہیز

عام طور پر مسلمان گفتگو کے سلسلہ میں بے انتہاء غیر محتاط ہیں، وہ کبھی بازار کی گری ہوئی گفتگو کرتے ہیں تو کبھی جاہلوں کی طرح زبان چلاتے ہیں، وہ یہ نہیں سوچتے کہ انکی زبان سے نکلنے والے الفاظ کا دوسروں پر کیا اثر پڑ رہا ہے ، دوسروں کو کتنی چوٹ لگ رہی ہے دوسروں کا دل کس قدر زخمی ہو رہا ہے، حالانکہ حضور ﷺ نے مسلمانوں کی تعریف ہی یہ فرمائی ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگ سلامتی سے رہیں، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کسی کی زبان خراب ہو جاتی ہے تو لوگوں کو اپنے سے عاجز کر کے رلاتی ہے ، زبان کو درندہ کی طرح آزاد نہیں رکھنا چاہیے، زبان سے نہ جھوٹ بولا جائے ، نہ غیبت کی جائے ، نہ گالی گلوچ کیا جائے ، نہ تضحیک و تمسخر ( مذاق اڑانا ) کیا جائے ، نہ لعنت ملامت کی جائے ، نہ فحش کلامی کی جائے ، نہ برے القاب سے کسی کو پکارا جائے اور نہ کسی پر طعن و تشنیع کی جائے ، ان تمام امور کا لحاظ سفرِ حج کے دوران بہت زیادہ ہونا چاہئے ،اس لئے کہ یہ سفر نیکی کا سفر ہے، اس کی نسبت سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف اور پھر ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نبی رحمت خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی طرف ہے ، سفر چاہے ہوائی جہاز کا ہو یا ٹرین کا ، چاہے بس کا سفر ہو یا کار کا ، ہر سفر کے دوران اس بات کو ملحوظ رکھا جائے اسلئے کہ لوگ اس سفر کو عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں' اگر حجاج کرام غفلت و لاعلمی کی وجہ سے فحش گفتگو کریں گے اور گالی گلوچ کریں گے تو ظاہر ہے کہ اسکا برا اثر دوسروں پر پڑے گا ،اسی لئے قرآن مجید میں حج

سے متعلق احکام بیان فرماتے ہوئے یہ بات کہی گئی کہ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِ سو جو شخص ان ایام میں اپنے ذمہ حج مقرر کرلے کہ حج کا احرام باندھے تو پھر اس شخص کو نہ کوئی فحش بات جائز ہے اور نہ کوئی بے حکمی درست ہے اور نہ کسی قسم کا نزاع وتکرار زیبا ہے، اس آیت میں رفث سے منع کیا گیا، رفث ایک جامع لفظ ہے جس میں عورت سے مباشرت اور اس کے مقدمات یہاں تک کہ زبان سے عورت کے ساتھ اس کی کھلی گفتگو بھی داخل ہے کہ جب تک حالت احرام میں حاجی رہے گا یہ سب چیزیں حرام ہیں، اِشارتاً کوئی یہ بات کہہ دے تو مضائقہ نہیں لیکن اس سے بھی اجتناب اور پرہیز بہتر ہے ' اور اس آیت میں فسوق سے بھی منع کیا گیا، قرآن مجید کی اصطلاح میں فسوق نافرمانی کو کہتے ہیں جس میں سب گناہ داخل وشامل ہیں، بعض حضرات نے اس جگہ عام معنی مراد لیا ہے مگر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس جگہ فسوق کی تفسیر ممنوعاتِ احرام سے فرمائی ہے' یعنی وہ کام جو حالتِ احرام میں ممنوع وناجائز ہیں وہ کام نہ کیئے جائیں۔

## وہ چھ چیزیں جو حالتِ احرام میں ناجائز ہیں

(۱) عورت کے ساتھ مباشرت اور اسکے تمام متعلقات یہاں تک کہ کھلی گفتگو بھی (۲) برّی جانوروں کا شکار (خود کرنا یا شکاری کو بتلانا) (۳) بال یا ناخن کٹوانا (۴) خوشبو کا استعمال

نوٹ: یہ چار چیزیں تو مرد وعورت دونوں کیلئے حالتِ احرام میں ناجائز ہیں باقی دو چیزیں مردوں کیساتھ خاص ہیں

(۵) سلے ہوئے کپڑے پہننا (۶) سر اور چہرے کو ڈھانپنا

نوٹ: امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک چہرہ کو ڈھانپنا حالتِ احرام میں عورت کیلئے بھی ناجائز ہے۔

## لڑائی جھگڑے سے پرہیز

اگر چہ کہ لڑائی جھگڑا ہر جگہ اور ہر موقع پر گناہ ہے اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے

لیکن احرام میں اسکا گناہ اور زیادہ شدید ہوجاتا ہے، ظاہر ہے کہ احرام کی حالت میں بعض جائز چیزیں بھی ناجائز اور حرام ہوجاتی ہیں جیسے بیوی سے مباشرت عام حالت میں جائز اور حلال ہے لیکن یہی حالتِ احرام میں حرام اور ناجائز ہے، جب حالتِ احرام میں ایک جائز چیز کو کسی مصلحت کی بنا پر ناجائز قرار دیا گیا ہو تو ظاہر ہے کہ وہ چیز جو پہلے ہی سے ناجائز اور حرام ہو وہ کس قدر حرام اور ناجائز ہونا چاہیے۔

حاجی ایک طرف تو مبارک سفر میں ہوتا ہے دوسری طرف وہ ان مبارک ایام میں ہوتا ہے، جن میں حج فرض ہے اور تیسری طرف وہ اس مبارک ومقدس سرزمین میں ہوتا ہے جس کی نسبت انبیاء کرام کی طرف ہے، جس سرزمین کی طرف ساری انسانیت اللہ تعالیٰ کی رحمت سمیٹنے کیلئے آتی ہے ایسی سرزمین میں آپس میں جھگڑا کرنا اور لڑائیاں مول لینا' فسق وفجور میں مبتلا ہوجانا اور بڑی بیبا کی کے ساتھ تعصب اور عناد کی دیواریں کھڑی کر لینا کیسے درست ہوسکتا ہے، حج کے ایام میں ہجوم اور بھیڑ کی وجہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتے ہوئے، سواریوں پر سوار ہوتے ہوئے، خرید وفروخت کرتے ہوئے عموماً حجاج کرام ایک دوسرے سے الجھ جاتے ہیں اور نوبت لڑائی جھگڑے تک پہنچ جاتی ہے حالانکہ قرآن مجید نے وَلَا جِـــدَالَ فِیْ الْحَج کہہ کر منع کر دیا کہ حج میں جھگڑا نہیں کرنا چاہیے۔

## ایذا رسانی سے پرہیز

موسم حج میں بیحد ہجوم کی وجہ سے راستہ چلتے ہوئے، مسجد میں داخل ہوتے ہوئے اور نکلتے ہوئے، طواف کرتے ہوئے، سعی کرتے ہوئے، حجرِ اسود کو بوسہ دیتے ہوئے' ایام حج میں منیٰ' مزدفہ' عرفات وغیرہ آتے اور جاتے ہوئے نیز رمی جمرات کے موقع پر اور جگہ کی تنگی کی وجہ سے قیامگاہوں میں ایک آدمی سے دوسرے آدمی کو تکلیف اور ایذا پہنچنے کے امکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں ایسے موقع پر جو لوگ کمزور ناتواں اور ضعیف ہوتے ہیں طاقتور' اور قوی الجثہ لوگوں کی زد میں آجاتے ہیں جسکی وجہ سے دوسروں کو جسمانی تکلیف ہوتی ہے، ایسے موقع پر

لوگوں کو صرف اپنی فکر ہوتی ہے انکے ذہن میں کبھی یہ نہیں آتا کہ اسکی جگہ میں ہوتا تو میرا کیا حشر ہوتا' لوگ مقامات مقدسہ کی عقیدت، محبت وعظمت میں اسقدر گم ہو جاتے ہیں کہ حقوق العباد (بندوں کے حقوق) بھول جاتے ہیں، لوگوں کو تکلیف پہنچا کر اور انہیں زخم آلود کر کے حج کے مناسک ادا کرنا کوئی کمال نہیں ہے، کمال تو یہ ہے کہ آدمی ایسے موقعوں پر دوسروں کی تکلیف کو دور کرنے کی فکر کرے' ایثار سے کام لے' صرف اپنا الو سیدھا کر لینا، اپنی افادیت کی غرض سے کام کرنا اور دوسروں کے معاملہ میں یکلخت بے مروت ہو جانا ایک نیک انسان کی علامت نہیں ہے' مردِ مومن تو وہ ہے جو گرتے ہوئے انسان کو اٹھائے اور اسکی مدد کیلئے دوڑ پڑے اور دوسروں کی جان بچانے کیلئے اپنی جان جوکھم میں ڈالدے، حج کے دوران جہاں اپنی پریشانی اور خود کو پہنچنے والی اذیت کا خیال ولحاظ رکھا جاتا ہے وہیں دوسرے لوگوں کی اذیتوں اور پریشانیوں کا خیال بھی ہونا چاہئے، حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان کی شاخیں ستر سے کچھ اوپر ہیں ان میں سب سے افضل اس بات کا اقرار ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سب سے کم تر درجہ کسی تکلیف واذیت دینے والی چیز کو راستے سے ہٹا دینا ہے نیز شرم وحیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔

## ہمت اور صبر

سفر حج کے دوران چھوٹی بڑی مشکلات پیش آتی رہتی ہیں، سفر خود بھی بنفس نفیس ایک مشکل امر ہے اور سفر حج میں عموماً کچھ زیادہ ہی مشکلات آتی ہیں اور یہ بندۂ مومن کیلئے باعث اجر وثواب ہوتی ہیں اور انکے ذریعہ ایک طرح کی آزمائش بھی ہوتی ہے اس لئے اس سفر میں حجاج کرام میں دو اوصاف بطور خاص ہونی چاہئیں ایک تو ہمت ہے اور دوسرے برداشت، ان حالات میں ہمت بلند ہو اور قوت برداشت زیادہ ہو تو ہر مشکل کام اور مرحلہ بھی آسان ہو جائے گا بہت سے ایسے حجاج کرام جو بظاہر کمزور' ناتواں، ضعیف اور معمر ہوتے ہیں انہیں دیکھا جاتا کہ حج کے مناسک میں وہ اپنی بلند ہمتی کی وجہ سے نوجوانوں سے بھی آگے نکل جاتے ہیں اور بہت سے

مضبوط، طاقتور اور نوجوان جو بظاہر پہلوان لگتے ہیں محض کم ہمتی اور بزدلی کی وجہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خداﷺ نے فرمایا قوی مومن خدا کے نزدیک ضعیف مومن سے بہتر ہے اور ہر ایک میں بھلائی پائی جاتی ہے، جو چیز تمہیں نفع پہنچائے اسکے حریص ہو اور خدا سے استعانت اور توفیق کے طالب ہو اور عاجز نہ ہو اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پیش آئے تو یہ نہ کہو کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا بلکہ یہ کہو کہ اللہ نے یہی مقدر کیا تھا اور اس نے جو چاہا کیا کیونکہ یہ لفظ ''اگر'' شیطان کے عمل کا دروازہ کھولتا ہے' بلند ہمتی کے ساتھ ساتھ صبر اور برداشت کی بھی ایام حج میں ضرورت ہے، قرآن مجید نے یہ یقین دلایا ہے کہ صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتے ہیں اس لئے اس سفر کے دوران حجاج کرام کو صبر سے کام لینا چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ساتھ رہے، حضورﷺ نے صابر وشاکر بندوں کے حق میں یہ خوشخبری دی کہ مومن کا معاملہ عجیب وغریب ہے اس کا تو ہر معاملہ اس کے حق میں سراپا خیر ہوتا ہے اور یہ بات مومن کے سوا کسی کو بھی حاصل نہیں ہے اگر اسے خوشی اور راحت پہنچے تو شکر ادا کرتا ہے تو یہ اس کیلئے خیر ہوتا ہے اور اگر اسکو کوئی تکلیف ومصیبت پہنچے تو صبر کرتا ہے تو یہ بھی اسکے لئے سراپا خیر ہوتا ہے۔(مسلم)۔

نیز حضرت ابوامامہؓ نبی رحمتﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے آدم کے بیٹے! اگر تو نے صدمہ کے شروع میں صبر کیا اور میری رضا اور اجر وثواب کو پیش نظر رکھا تو میں تیرے لئے جنت سے کم اور اس کے سوا کسی اجر وثواب پر راضی نہ ہوں گا۔(مسلم)۔

## شہرت سے پرہیز

جس طرح آدمی نماز پڑھتا ہے تو پورے اخلاص کے ساتھ پڑھتا ہے کہ میری اس نماز سے اللہ تعالیٰ راضی ہوجائے، روزہ رکھتا ہے تو اس روزہ کے ذریعہ اپنے پروردگار کو خوش کرنا چاہتا ہے بالکل اسی طرح جب مومن بندہ حج کا ارادہ کرے تو اپنے اس عمل کی لوگوں میں شہرت

نہ کرے، لوگوں میں اس غرض سے اعلان کرنا ، ڈھنڈورا پیٹنا کہ لوگ جان جائیں کہ وہ حج کو جارہا ہے اوراس سے اس کی غرض یہ ہو کہ لوگ مجھے حاجی سمجھیں بالکل درست نہیں ہے حج کا ارادہ کرنے سے پہلے ہی وہ اپنی نیت کو درست کرلے ہر نیک عمل کی بنیاد اللہ کی رضامندی ہو اس لئے کہ سارے اعمال کا دارومدا رنیتوں پر ہے، اگر لوگوں میں حاجی کے نام سے مشہور ہو نے کیلئے حج کررہا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا حج عند اللہ مقبول نہیں ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا اللہ تعالیٰ تقویٰ شعار، غنی اور گمنام بندے کو پسند فرما تے ہیں ،یعنی اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو پسند کرتے ہی جس کے اندر یہ تین خوبیاں موجود ہوں پہلی یہ کہ وہ ہر معاملہ میں خدا سے ڈرتا اورحق وناحق کا لحاظ رکھتا ہو دوسری خوبی اسکی یہ ہو کہ وہ غنی ﷺ خوددار اور قناعت پسند ہو تیسری خوبی یہ ہیکہ آدمی گمنامی اور پوشیدگی کو محبوب رکھتا ہو وہ شہرت کا بھوکا نہ ہو جو نیک عمل بھی کرتا ہو محض خدا کی خوشنودی کیلئے کرتا ہو لوگوں کو دکھانے کیلئے نہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ انہوں نے رسول خدا ﷺ کو فرماتے سنا جو شخص اپنے عمل کی لوگوں میں تشہیر کرے گا اللہ اس کے اس ریا کارانہ عمل کی خبر اپنی مخلوق کے کانوں تک پہنچا دیگا اوراسے حقیر وذلیل کرے گا یعنی جو شہرت اور ناموری کا بھوکا شخص چاہیگا کہ لوگوں کے کانوں تک یہ بات پہنچ جائے کہ اس نے یہ نیک کام انجام دیئے ہیں تو لوگوں کو اسکے اس عمل کی اطلاع تو ہوجائے گی مگر ساتھ ہی لوگوں کو اس بات کی بھی خبر ہوجائے گی کہ وہ ریاکار شہرت کا دلدادہ اور ذلیل وحقیر آدمی ہے، اس کے عمل سے لوگوں پر نیک بختی اور سعادت مندی کے بجائے اس کی کم ظرفی اور رذالت ہی ظاہر ہوگی اس طرح اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ذلیل ورسوا کرکے رہتا ہے، انہیں سچی ناموری اور ہر دلعزیزی اور محبوبیت بھی حاصل نہیں ہوتی ،بعض حجاج کرام کو دیکھا گیا کہ جانے سے پہلے بلاضرورت اپنے حج کی تشہیر کرتے پھرتے ہیں، جہاں کہنا اور جنہیں کہنا ضرورت کا تقاضا ہو اپنے سفرحج کے بارے میں کہنا ممنوع نہیں ہے لیکن خواہ مخواہ بات بات پر ہر سلسلۂ گفتگو میں اپنے سفر کا اعلان کرنا اور یہ بتانا کہ میں بھی حاجی بن جاؤں گا کوئی مناسب کام نہیں ہے،بعض لوگ جو حج کی سعادت سے سرفراز ہوچکے ہیں اپنے سلسلۂ

گفتگو میں نئے احباب سے بلاضرورت اپنے سفرحج کی کارگزاری سنانے لگتے ہیں حالانکہ وہاں اس کا کوئی موقع ہی نہیں رہتا، ہاں اگر اپنے سفرحج سے کوئی سبق مل رہا ہو اور دل میں یہ جذبات ہوں کہ اس سے دوسروں کو فائدہ ہو تو ضرور ایسے مناظر اور واقعات سنانے چاہیں تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں کو سبق ملے اور حج کی رغبت اور شوق پیدا ہو۔

# فرائض حج

## حج میں تین چیزیں فرض ہیں

(۱) احرام باندھنا، اگر حاجی احرام کے بغیر حج کرے تو ظاہر ہے کہ اسکا حج نہیں ہوا، اس لئے حاجی کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ وہ احرام باندھے، احرام سے متعلق بعض احکام و مسائل ہم آگے درج کررہے ہیں۔

(۲) میدان عرفات میں کچھ دیر ٹھہرنا جسکو وقوفِ عرفات کہتے ہیں یہ حج کا رکنِ اعظم ہے، اس کے بغیر حج نہیں ہوگا۔

(۳) طوافِ زیارت کرنا، اگر دسویں ذی الحجہ کو طوافِ زیارت نہ کرسکے تو پھر گیارہ یا بارہ ذی الحجہ کو کرلیں، اس طواف میں بھی ملتزم میں دعاء کرنا، حجرِ اسود کا بوسہ لینا، مقام ابراہیم میں دو رکعت نماز پڑھنا چاہیے۔

# شرائط حج

آپ نے پڑھا کہ حج کے تین فرض ہیں لیکن ان تینوں فرائض کے ساتھ کچھ اور شرائط بھی ہیں اگر وہ نہ پائی جائیں تو یہ فرائض ادا نہ ہوں گے، حجاج کرام ان شرائط کو ذہن میں رکھیں۔

(۱) پہلی شرط ترتیب یعنی جو تین فرائض اوپر بیان کئے گئے ان میں ترتیب قائم رکھنا شرط ہے مثلا پہلے احرام باندھا جائے، عرفات میں وقوف کیا جائے پھر طواف زیارت کیا جائے، اگر ان تینوں فرائض کی ترتیب بدل گئی مثلا وقوف عرفہ پہلے کرلیں پھر احرام باندھا تو

اس کا مطلب یہ ہوا کہ فرض ادا نہیں ہوا۔

(۲) دوسری شرط ان فرائض کے ادا کرنے کیلئے جو شرائط ہیں ان کا خیال رکھنا ضروری ہے مثلاً حج کے زمانے میں حج کرنا اگر حج کے زمانے سے ہٹ کر کسی اور زمانے میں یہ اعمال کرے تو اسکو حج نہیں کہیں گے، میقات پر احرام باندھنا، نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنا اور دسویں ذی الحجہ کو مزدلفہ جانا پھر رمی جمار کرنا اس کے بعد طواف زیارت کرنا، اگر ان باتوں کا لحاظ نہ کیا گیا تو حج صحیح نہ ہوگا یہ حج کی بنیادی باتیں ہیں۔

# واجباتِ حج

حج میں مندرجہء ذیل چیزیں واجب ہیں (۱) دسویں ذی الحجہ کی رات کو مزدلفہ میں ٹھہرنا (۲) رمی یعنی جمرۃ العقبہ میں کنکریاں پھینکنا (۳) صفا ومروہ کے درمیان دوڑنا (۴) حلق یا تقصیہ یعنی رمی کے بعد اپنے بال منڈوانا یا کٹوالینا، مردوں کیلئے منڈوا ڈالنا یا کٹوالینا (مردوں کیلئے منڈوانا بہتر ہے) اور عورتوں کے لئے تھوڑا سا کتروانا (۵) طوافِ صدر کرنا یعنی باہر سے آنے والے جب مکہ سے رخصت ہونے لگیں تو انکو کعبہ کا طواف کرنا، اس طواف کو طوافِ وداع (رخصتی طواف) بھی کہا جاتا ہے، واجبات کے چھوڑنے پر دم لازم آئے گا اور واجبات کی ترتیب بدل جائے گی ۔

ان واجبات کے علاوہ بھی بعض چیزیں واجب ہیں جو حج کے ہر فرض کے ضمن میں ہیں ہم وہاں بیان کریں گے۔

# حج کی سنتیں

(۱) احرام کے ساتھ لبیک پڑھنا (۲) احرام کے وقت غسل کرنا (۳) احرام کے وقت خوشبو لگانا (۴) تلبیہ کہنا (لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ پڑھنا) (۶) طواف قدوم (۷) طواف میں جسم، کپڑا اور جگہ پاک ہونا (۸) سعی کے پھیرے پے در پے کرنا (۹) طواف اور سعی پے در پے کرنا (۱۰) شب عرفہ منیٰ میں گزارنا (۱۱) طواف افاضہ ایام قربانی میں کرنا (۱۲) کنکریاں مارنے میں

مغرب تک دیر کرنا (۱۳) ایام تشریق کی تین راتیں منی میں گزارنا۔

نوٹ: ترک سنت میں کوئی کفارہ یا قربانی واجب نہیں لیکن ثواب فوت ہو جاتا ہے۔

## احرام باندھنے کا طریقہ

حج کرنے والے کو چاہیے کہ میقات آنے سے پہلے ہی احرام باندھنے کی تیاری شروع کردے اگر میقات گزر گیا اور اس نے احرام نہیں باندھا تو یہ مکروہ تحریمی ہے، احرام باندھنے سے پہلے مستحب ہے کہ حجامت بنوالی جائے ، ناخن کتروالئے جائیں ،بغل اور زیر ناف بال صاف کرلئے جائیں (اس لئے کہ احرام کی حالت میں بال کٹانا' ناخن کتروانا یا کسی اور حصہ کے بال کاٹنا منع ہے ) اس کے بعد اچھی طرح غسل کرلیں' خوشبو لگائیں اگر کوئی عورت حیض ونفاس سے فارغ ہوتی ہے تو اس کو غسل کرنا واجب ہے، غسل وغیرہ سے فارغ ہوکر مردوں کو چاہیے کہ وہ اپنا سلا ہوا کپڑا اتار ڈالیں اور بغیر سلی ہوئی چادر کا تہبند باندھ لیں اور ایک چادر اسکے اوپر سے اوڑھ لیں یہ دونوں چادریں سفید اور بالکل نئی ہوں تو بہتر ہے اگر سفید نہ ہوں یا نئی نہ ہوں تو دھلی ہوئی ہوں تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، اس لباس کے پہننے کے بعد اگر کوئی مکروہ وقت نہ ہو تو پورے حضور قلب کے ساتھ دو رکعت نفل نماز احرام کی نیت سے پڑھیں، ان دونوں رکعتوں میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص پڑھنا مسنون ہے، نماز سے فارغ ہوکر حج یا عمرہ جس کا بھی ارادہ ہو اسکی نیت کرلیں ، حج کی نیت اس طرح کرنی چاہیے کہ اے اللہ ! میں حج کا ارادہ کررہا ہوں ( کررہی ہوں ) اس کو میرے لئے آسان کردیجئے اور قبول فرمایئے، میں نے حج کا ارادہ خالص اللہ کیلئے کیا ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ نَوَیْتُ الْحَجَّ مُخْلِصًا لِلّٰہِ تَعَالٰی اگر عمرہ کی نیت ہو تو حج کے بجائے عمرہ کا لفظ کہے، اگر حج اور عمرہ دونوں کا ارادہ ہو تو دونوں کی نیت کرے، نیت کے بعد اسی وقت سے آواز سے تلبیہ کہنا شرع کردے صرف حج کا احرام باندھنے والے اور حج اور عمرہ دونوں کا ایک احرام باندھنے والے مفرد اور قارن اس وقت تک تلبیہ کرتے رہیں جب

تک ۱۰ ذی الحجہ کو رمی جمرہ عقبہ سے فارغ نہ ہو جائیں نماز کے بعد ہر وقت اور ہر موقع پر تکبیر کہیں اور اگر حج اور عمرہ کا احرام الگ الگ باندھے (متمتع) تو وہ حجر اسود کو بوسہ لینے کے بعد تکبیر چھوڑ دے گا تکبیر کے الفاظ یہ ہیں

لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیکُ لکَ

## عورتوں کا احرام

عورتیں بھی مذکورہ آداب ہی کے ساتھ احرام باندھیں گی لیکن صرف تین باتوں میں ان کے اور مردوں کے درمیان فرق ہے۔

(۱) عورتیں احرام کی حالت میں بھی سلا ہوا کپڑا اسی طرح پہنیں جسطرح احرام سے پہلے پہنتی تھیں اور انکے کپڑے میں کوئی ایسی خوشبو نہ لگی ہو جو دور تک پھیلے۔

(۲) عورتوں کیلئے احرام سے پہلے جسطرح سر کھولنا حرام تھا اسی طرح احرام کی حالت میں بھی سر کو یا بالوں کو کھولنا حرام ہے بلکہ اس حالت میں سر کھولنا اور زیادہ گناہ ہے البتہ ان کا چہرہ کھلا رہنا چاہئے، نامحرم کے سامنے ان کو کسی چیز سے آڑ کر لینا چاہیے مگر چہرہ پر کپڑا وغیرہ ڈالنا یا لپیٹنا منع ہے۔

(۳) عورتیں آہستہ آہستہ تلبیہ پڑھیں ان کی آواز نامحرم کے کانوں تک نہ پہنچنے پائے

## حالت احرام میں مندرجہ ذیل چیزیں منع ہیں

(۱) لڑائی جھگڑا کرنا (۲) جھوٹ بولنا (۳) کسی کی غیبت و برائی کرنا (۴) کسی کے اوپر تہمت لگانا (۵) گالی دینا یا فحش باتیں کرنا، ڈانٹنا پھٹکارنا یہ سارے امور ویسے تو احرام سے پہلے بھی ممنوع ہیں لیکن احرام کی حالت میں ان کی ممانعت اور حرمت اور بڑھ جاتی ہے (۶) خشکی کے جانوروں کا شکار کرنا (۷) بدن کے کسی حصہ کے بال منڈانا (۸) ناخن او رمونچھیں وغیرہ کتروانا (۹) موزے پہننا (۱۰) عمامہ باندھنا یا ٹوپی پہننا (۱۱) سِلے ہوئے

کپڑے پہننا (۱۲) خوشبو لگانا یا تیل لگانا یا سونگھنا۔

نوٹ :احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا مستحب ہے لیکن اسکے بعد پھر احرام کی حالت میں احرام کھولنے تک خوشبو لگانا منع ہے (۱۳) عورت سے ہمکنار ہونا یا اس سے لطف ومحبت کی باتیں کرنا یہ تمام باتیں خواہ جان بوجھ کر کی جائیں یا بھولکر، جاگنے کی حالت میں کی جائیں یا سونے کی حالت میں ہر حال میں کفارہ دینا ہوگا، بعض کا کفارہ قربانی ہے اور بعض کا صدقہ ہے، اگر اس قسم کی صورت پیش آجائے تو تجربہ کار حجاج کرام یا علماء عظام سے پوچھ لیں۔

## حالتِ احرام میں یہ چیزیں مباح ہیں

احرام کی حالت میں جو چیزیں منع ہیں انکا ذکر ہو چکا ،اور جن چیزوں کی گنجائش شریعت نے حالت احرام میں رکھی ہے انکی تفصیل یہ ہے، یعنی یہ چیزیں جائز ہیں، (۱) سلا ہوا کپڑا اس طرح ڈال لینا کہ سر اور منہ کھلا رہے (۲) روپے اور پیسوں کی حفاظت کی خاطر کمر میں پٹکا وغیرہ باندھ لینا یا کوئی تھیلی وغیرہ بنا کر لٹکا لینا (۳) نہانا (۴) کسی چیز کے سایہ میں بیٹھنا یا چھتری وغیرہ استعمال کرنا (۵) پلے ہوئے جانور مثلا اونٹ ،گائے وغیرہ کو ذبح کرنا، پکانا یا انکا دودھ دوہنا اور پینا (۶) سر کے نیچے تکیہ رکھنا (۷) گھی ،تیل وغیرہ کھانا یا ان کا بدن پر ملنا جائز ہے مگر وہ تیل خوشبودار نہ ہو (۸) موذی جانور مثلا سانپ، بچھو، کھٹمل وغیرہ مارنا بعض فقہاء نے تین چار سے زیادہ کھٹمل یا جوں مارنے میں ایک صدقہ ضروری قرار دیا ہے اسلئے کسی بھی چیز کے مارنے میں احتیاط مناسب ہے۔

## طواف اور اس کی قسمیں

جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا کہ حج کے تین فرائض ہیں جن میں ایک احرام ہے جس کی تفصیل بیان کی گئی اور دوسرا فرض طواف ہے، یہاں یہ بات جان لینا چاہیے کہ جس جگہ طواف کیا جاتا ہے اسکو ’’مطاف‘‘ کہتے ہیں اور طواف تین قسم کا ہوتا ہے

(۱) سنت (۲) فرض (۳) واجب

(۱) طوافِ قدوم یہ سنتِ مؤکدہ ہے، بلکہ مکہء معظّمہ میں داخل ہونے پر جو پہلا طواف کیا جاتا ہے اس طواف کو ''طواف قدوم'' کہا جاتا ہے، یہ طواف تحیۃ ہے یعنی حرم آنے اور اس کو سلام کرنے کا طواف ہے، افراد یا قران کی نیت سے حج کرنے والوں کیلئے یہ طواف مسنون ہے

(۲) طواف زیارت فرض ہے، ہم نے حج کے فرائض میں بیان کیا ہے کہ حج کے تین فرض ہیں جن میں سے دوسرا فرض طواف ہے اور اسمیں طواف سے یہی طواف زیارت مراد ہے، اس طواف کو ''طواف افاضہ'' بھی کہتے ہیں، یہ طواف فرض اور رکن اعظم ہے، اگر یہ طواف چھوٹ گیا تو سمجھو کہ حج فاسد ہوگیا اور اس کی ساری محنت اکارت جائے گی، اس شخص کو چاہیے کہ وہ دوسرے سال اس فرض کو ادا کرے۔ اس طواف کا افضل وقت دسویں ذی الحجہ ہے جبکہ حلق اور قربانی وغیرہ سے فارغ ہوجائے لیکن اگر کسی مجبوری کی وجہ سے ۱۰ر ذی الحجہ کو بھی موقع نہ ملے تو پھر گیارہ تاریخ کو کرلے اور اگر گیارہ ذی الحجہ کو بھی موقع نہ ملے تو ۱۲ر ذی الحجہ کو ادا کرلے اگر ۱۲ر ذی الحجہ کو بھی نہ ادا کرے گا تو اسکو دوسرے سال اس فرض کو ادا کرنا ہوگا۔

(۳) طواف وداع واجب ہے، ہم نے طواف کی قسمیں بیان کرتے ہوئے یہ بیان کیا ہے کہ طواف کی تین قسمیں ہیں سنت، فرض اور واجب۔ سنت اور فرض طواف کی تفصیل بیان کی جا چکی ہے اب تیسرا ''طواف وداع'' ہے جس کو ''طواف صدر'' بھی کہتے ہیں، یہ طواف واجب ہے، حج سے فراغت کے بعد جب مکہء مکرمہ سے رخصت ہونے لگے تو ایک بار پھر کعبہ کا طواف کرلینا چاہیے، اسی واپسی اور رخصتی کے طواف کو طواف وداع یا طواف صدر کہتے ہیں، طواف کے ان مختلف ناموں سے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔

## طواف کا طریقہ

جو لوگ مکہ سے باہر رہنے والے ہوں ان کیلئے اصول یہ ہے کہ وہ مکہ پہنچ کر انتہائی احترام کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوں اور کعبہ پر نظر پڑتے ہی تکبیر وتہلیل اور درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھیں اَللّٰھُمَّ اغْفِرلِیْ ذُنُوبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اس دعا کے معانی

ذہن میں رکھتے ہوئے دعاء کرے کہ میں ایک گنہ گار بندہ ہوں میرے گناہوں کو اے اللہ معا ف کر دیجئے اور میرے لئے آپکی رحمت کے دروازے کھول دیجئے، اسکے بعد سب سے پہلے طواف کرے طواف کرنے والے کو چاہیے کہ طواف کرنے سے پہلے اپنی چادر کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں کاندھے پر ڈال لے یعنی سیدھے اوڑھنے کے بجائے اس کو ترچھا کرلے، اسکے بعد کعبۃ اللہ کی طرف رخ کرکے حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان کھڑا ہو اور طواف کی نیت کرے اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ طَوَافَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمَ فَیَسِّرۡ ہُ لِیۡ وَتَقَبَّلۡہُ مِنِّیۡ اے اللہ میں تیرے محترم گھر کا طواف کرنا چاہتا ہوں تو میرے لئے اس کا ادا کرنا آسان کردے اور اسکو قبول فرمالے، نیت کے بعد خانۂ کعبہ کی طرف رخ کئے ہوئے اپنی داہنی جانب چلے جب حجر اسود کے قریب پہنچ جائے تو دونوں ہاتھوں کو اس طرح اٹھائے کہ دونوں ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف رہیں اور بِسۡمِ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ پڑھ کر حجر اسود کا استلام کرے، استلام کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِیۡمَانًا بِکَ وَاِتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٌ ﷺ اس کے بعد کعبہ کے دروازے کی طرف بڑھے جب حجر اسود کے سامنے سے گزر جائے تو پھر خانۂ کعبہ کو اپنی جانب کرکے حطیم کے باہر سے ہوکر گزر جائے، حطیم کی زمین خانہءکعبہ کے حکم میں ہے اگر وہ ذرا بھی چھوٹ گئی تو طواف ناقص رہے گا ،کعبۃ اللہ کے چار کونے ہیں پہلے کونے کو رکن عراقی ، دوسرے کونے کو رکن شامی ،تیسرے کونے کو رکن یمانی اور چوتھے کونے میں حجر اسود نصب ہے اسطرح پورے بیت اللہ کا چکر لگاتا ہوا پھر حجر اسود آجائے اور استلام کرے اب ایک چکر مکمل ہوگیا، اس طرح سات چکر لگانا چاہیے، مردوں کیلئے پہلے تین پھیروں میں رمل (یعنی اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھکر قدرے تیزی سے چلنا ) کرنا ہے ،طواف کے درمیان اور اسکے بعد ملتزم ، میزاب رحمت ،مستجار، رکن یمانی اور رکن عراقی یہ سب دعاء کے مقامات ہیں ان پر پہنچے تو ٹھہر کر دعاء کرے ۔

## عورتوں کا طواف

مردوں کی طرح عورتوں کے طواف کے بھی وہی آداب ہیں جو بیان کئے گئے صرف دو کام عورتیں نہیں کریں گی (۱) رمل یعنی اکڑ کر بازو ہلا کر تیز چلنا اور (۲) چادر کو بغل سے نکال کر اوڑھنا، یہ دو کام صرف مردوں کیلئے ہیں۔

## طواف میں کیا چیزیں واجب ہیں؟

طواف میں سات چیزیں واجب ہیں (۱) طہارت (۲) ستر عورت (۳) طواف کی ابتدا اپنی داہنی جانب سے کرنا اور کعبۃ اللہ کو بائیں رکھنا (۴) اگر کوئی عذر نہ ہو تو پیدل طواف کرنا (۵) کھڑے ہو کر طواف کرنا (۶) حطیم کے باہر سے طواف کرنا (۷) سات پھیرے کرنا۔ اگران سات واجبات میں سے کوئی واجب طواف کے دوران چھوٹ جائے تو اس کو دوبارہ کرنا ضروری ہے اگر دوبارہ نہیں کرے گا تو پھر ایک قربانی دینی ہوگی جس طرح نماز میں کسی واجب کے چھوٹنے پر سجدۂ سہو لازم آتا ہے اسی طرح حج اور طواف میں کسی واجب کے ترک کرنے پر قربانی لازم آتی ہے۔

## طواف میں کیا چیزیں حرام ہیں؟

(۱) بغیر وضو طواف کرنا (۲) ستر کا کھلا رکھنا یعنی طواف کی حالت میں گھٹنے سے ناف تک کوئی حصہ کھولنا (۳) کعبہ کو اپنے داہنے جانب رکھکر الٹا طواف کرنا (۴) بغیر کسی مجبوری کے سواری پر طواف کرنا (۵) حطیم کے اندر ہو کر طواف کرنا بھی حرام ہے (۶) بیٹھکر طواف کرنا بھی حرام ہے (۷) سات پھیروں سے کم طواف کرنا بھی حرام ہے۔

نوٹ: اگر بغیر وضو طواف کرے تو اسکا کفارہ ایک بھیڑ یا بکری یا ایک دنبے کی قربانی ہے اگر جنابت کی حالت میں بغیر غسل طواف کرلیا تو ایک گائے یا اونٹ کی قربانی ہے ان کے علاوہ باقی تمام غلطیوں پر یا تو دوبارہ طواف کرنا ہے یا ایک قربانی کرنی ہے علماء کرام سے اس

سلسلہ میں مسائل دریافت کرلیں۔

## طواف میں کیا چیزیں مکروہ ہیں؟

طواف میں مندرجہ ذیل چیزیں مکروہ ہیں (۱) جسم یا کپڑے پر نجاست خفیفہ یا غلیظہ لگی رہنے کی حالت میں طواف کرنا (۲) ذکر اور دعاء کے بجائے فضول باتیں کرنا (۳) کوئی چیز کھانا (۴) خرید و فروخت کرنا (۵) ایک دو پھیرے کے بعد دیر تک بیٹھ جانا (۶) ایک طواف پورا کرنے کے بعد مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے سے پہلے پھر دوسرا طواف شروع کرنا (۷) رمل یا اضطباع چھوڑ دینا (۸) حجر اسود کا استلام نہ کرنا اگر بھیڑ ہو تو دوسروں کو دھکے دے کر جانا نہیں چاہیے بلکہ اشارہ سے دور ہی سے اپنا ہاتھ اس طرف پھیلا کر اس کا بوسہ لینا چاہیے (۹) ذکر یا دعاء چلاّ چلاّ کر پڑھنا۔

## سعی کا طریقہ

حج کے واجبات بیان کرتے ہوئے ہم نے لکھا ہے کہ سعی بھی واجبات حج میں سے ایک ہے، سعی کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے حجر اسود کے پاس آ کر اسکا استلام کرے پھر باب الصفاء سے ہوکر صفاء کی طرف جائے اور اسکے اوپر چڑھ جائے اور وہاں دعاء کرے پھر وہاں سے اتر کر مروہ کی طرف چلے، ان دونوں کے درمیان دو نشان بنے ہوئے ہیں جن کو ''میلین اخضرین'' کہتے ہیں، جب پہلے میل پر پہنچے تو ہلکی رفتار سے دوڑنا شروع کرے، دوڑنے میں نہ بہت زیادہ تیز دوڑے اور نہ کسی کو دھکہ دے اور نہ کسی طرح کی اذیت پہنچائے، جب دوسرے میل پر پہنچے تو دوڑنا موقوف کردے اور معمولی رفتار سے مروہ تک جائے اور مروہ پر بھی چڑھ جائے اور دعاء کرے اب اس کا ایک چکر پورا ہوگیا، اسطرح سات پھیرے صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا تک کرے، صفا اور مروہ پر چڑھنے کے بعد اور اترنے کے وقت کیلئے بہت سی دعائیں ہیں اسوقت تکبیر وتہلیل ضرور کہنا چاہیے، سعی کے دوران ہلکی آواز سے یہ دعا پڑھے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اَنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمْ۔

# سعی میں کیا چیزیں واجب ہیں؟

سعی میں مندرجہ ذیل چیزیں واجب ہیں (۱) صفا اور مروہ کے درمیان سات بار یا اس سے زیادہ چکر لگانا (۲) پیدل چل کر سعی کرنا (۳) سعی طواف کے بعد کرنا اگر کسی نے سعی نہیں کی تو حج ہوگیا مگر واجب ترک ہوا اسلئے ایک قربانی دینی ہوگی، سعی بھی وضو کیساتھ کرنا چاہیے اور اس وقت پورے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنا چاہیے۔

# سعی میں کیا چیزیں مکروہ ہیں؟

(۱) صفا و مروہ پر نہ چڑھنا (۲) صفا کے بجائے مروہ سے سعی شروع کرنا (۳) پورے سات پھیرے نہ کرنا (۴) میلین اخضرین کے درمیان نہ دوڑنا (۵) میلین کے علاوہ دوڑنا عورتوں کیلئے طواف کی طرح سعی میں بھی دوڑنا نہیں چاہیے بلکہ معمولی رفتار سے جانا چاہیے۔

# کوتاہی

بعض لوگ صفا اور مروہ پر پہنچ کر کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں جسطرح نماز کے شروع میں اٹھائے جاتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے، حضور ﷺ سعی میں صفا اور مروہ پر بہت اطمینان سے اور خوب دیر تک دعا فرمایا کرتے تھے، اب لوگ اسمیں بہت کوتاہی کرتے ہیں ہر پھیرے پر جب صفا اور مروہ پر پہنچیں تو خوب اطمینان سے اور دل لگا کر دعا کریں، خاص کر سعی شروع کرتے وقت پہلی دفعہ صفا پر اور سعی کے ختم پر آخری دفعہ پر خوب ہی جی لگا کر دل سے دعا کریں۔

# منیٰ روانگی

ہم نے مکۂ مکرمہ پہنچنے کے بعد طواف اور سعی کرنے کی تفصیلات اور ضروری احکام لکھ دیئے ہیں، طواف قدوم اور سعی کرنے کے بعد جب تک مکہ مکرمہ میں قیام رہے گا موقع بہ موقع کعبہ کا طواف کرتے رہیں اور طواف کا جو طریقہ بیان کیا گیا اسی طریقہ سے طواف کرتے رہیں البتہ اس طواف میں رمل نہ کریں اور طواف کے بعد سعی بھی نہ کریں، جب آٹھویں ذی

الحجہ آجائے تو آپ کا حج شروع ہوگا ،آٹھویں ذی الحجہ کی فجر کی نماز کعبۃ اللہ میں پڑھکر منی روانہ ہوجائیں ،منی میں آٹھویں تاریخ کو پہنچنا اورنویں ذی الحجہ کی صبح کو وہاں سے عرفات کو روانہ ہونا سنت ہے۔

## وقوف عرفات

جیسا کہ ہم نے فرائض حج میں یہ بات بتلادی ہے کہ حج کے صرف تین فرض ہیں ، احرام باندھنا،طواف زیارت کرنا اور وقوف عرفات ، یہ عرفات کا وقوف حج کا تیسرا فرض ہے، احرام باندھنے اورطواف زیارت کے اوقات میں وسعت اور گنجائش رکھی گئی ہے کہ میقات سے پہلے بھی احرام باندھا جاسکتا ہے،اوردس ذی الحجہ کوطواف زیارت نہ کرسکیں تو گیارہ یا بارہ ذی الحجہ کوبھی یہ طواف کرسکتے ہیں ،لیکن وقوف عرفات ایک ایسا فرض ہے جس کا ایک خاص وقت متعین ہے،اگراسمیں تاخیر ہوگئی تو بالکل حج ہی نہ ہوگا ، وقوف عرفات کا متعین وقت نویں ذی الحجہ کی ظہر سے لے کرسورج غروب ہونے تک ہے،اس درمیان میں جب بھی وہاں پہنچ کر کچھ دیرٹھہر جائے گا وقوف کا فرض ادا ہوجائے گا۔

## وقوف عرفہ کے آداب کیا ہیں؟

بہتر یہی ہے کہ نویں ذی الحجہ کونماز فجر منی میں پڑھے اورطلوع آفتاب کے بعد میدان عرفات کی طرف روانہ ہوجائے ، یہاں پہنچ کر اپنی قیام گاہ پر جائے اورضروریات سے فارغ ہوکر دوپہر سے پہلے غسل کرے اور کپڑے بدلے اور پھرزوال کے وقت تک غسل و وضو سے فارغ ہوکر مسجد نمرہ کی طرف روانہ ہو، زوال کے بعد ہی امام ، جمعہ کی طرح یہاں بھی دو خطبے دے گا اس کوغور سے سنے، خطبہ کے بعد فوراً ظہر کی نماز ہوگی نماز باجماعت پڑھے ظہر کی نماز کے بعد ہی عصر کی فرض نماز کی تکبیر ہوگی دونوں نمازیں ( ظہر اورعصر ) یہاں ساتھ ساتھ پڑھی جاتی ہیں درمیان میں کوئی سنت اورنفل نہیں ہوگی، نماز سے فارغ ہوکر امام موقف کی طرف روانہ ہوگا، یہ جگہ جبل رحمت کے قریب ہے تمام لوگوں کو امام کے ساتھ ہی موقف کی طرف

روانہ ہونا چاہیے، یہ وہ جگہ ہے جہاں نبی رحمت ﷺ نے اپنے آخری حج میں دعاء کی تھی اور نماز ادا فرمائی تھی ،عرفات میں ایک مقام ’’بطن عرنہ‘‘ ہے اس جگہ کے علاوہ عرفات کے پورے میدان میں جہاں چاہے ٹھہرے، جبل رحمت کے قریب ٹھہرنا بہتر ہے، لیکن کسی مقام پر ٹھہرنے کیلئے دوسروں کو تکلیف پہنچانا درست نہیں ہے، موقف پر پہنچ کر غروب آفتاب تک ذکر و دعاء میں مشغول رہے ،حضور ﷺ نے فرمایا: شیطان کو آج سے زیادہ کسی دن ذلت وخواری نصیب نہیں ہوتی اسلئے کہ جب اسنے دیکھا کہ آج بندوں کا بڑے سے بڑا گناہ معاف ہوجاتا ہے تو وہ بہت مایوس ہوا حضور نے جبل رحمت پر گریہ وزاری کیساتھ دعاء مانگی ہے۔

نویں ذی الحجہ کو سورج ڈوبنے کے بعد مغرب کی نماز پڑھے بغیر تمام لوگ مزدلفہ چلے جائیں اور وہاں پہنچ کر مغرب کا وقت ختم ہوچکا ہوگا وہاں پہنچکر مغرب اور عشاء ایک ساتھ پڑھیں ،مزدلفہ میں ایک مقام ’’وادیٔ محسر‘‘ ہے اس مقام کے علاوہ ہر جگہ ٹھہرا جاسکتا ہے، یہ وہی مقام ہے جہاں ابرہہ کی فوج کو اللہ تعالیٰ نے تباہ کردیا تھا۔

نویں تاریخ کو عشاء کے بعد رات بھر مزدلفہ ہی میں رہنا چاہیے پھر دس ذی الحجہ کی فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہیے، نماز فجر کے بعد ’’جبل قزح‘‘ کے پاس امام کھڑا ہوگا اسکے ساتھ تمام لوگ کھڑے ہوکر دعاء کریں، یہ مزدلفہ سے دسویں تاریخ کی صبح ہی سورج نکلنے سے پہلے منی کیلئے روانہ ہوجائیں اور مزدلفہ سے یا راستے سے سات کنکریاں اپنے ساتھ لے لیں۔

# رمی کا طریقہ

اور پھر جمرۃ العقبہ کے پاس آکر نیچے کے حصے میں کھڑے ہوکر اس کو رمی کریں، بہتر ہے کہ ایک ایک کنکری باری باری جمرۃ العقبہ پر پھینکیں، جمرۃ العقبہ کے قریب سے کنکریاں نہ اٹھائیں، جمرۃ العقبہ کے قریب ہی دو اور جمرے ہیں ان کو آج رمی نہ کریں بلکہ صرف جمرۃ العقبہ ہی کی رمی کریں، اب اس رمی کے ساتھ تلبیے موقوف کردیں اسکے بعد تلبیہ کی ضرورت نہیں۔

# قربانی اور حلق

جب رمی سے فارغ ہوجائیں تو اب قربانی کریں، قربانی کے بعد حلق کرائیں یعنی اپنا سرمنڈوالیں یا بالوں کو کتروالیں (بعض ائمہ کے نزدیک بال منڈانا فرض ہے) عورتوں کیلئے بال منڈانا منع ہے، قربانی اور حلق (یا تقصیر) ہوجانے کے بعد احرام کی وہ ساری پابندیاں ختم ہوجاتی ہیں جو اوپر بیان کی گئیں لیکن صرف ایک پابندی اب بھی باقی رہتی ہے وہ ہے نفسانی خواہشات کی تکمیل یعنی اپنی بیوی سے مجامعت وغیرہ ابھی بھی نہ کرے، یہ پابندی اس وقت ختم ہوگی جب آپ طواف زیارت کرلیں، حلق کے بارے میں ان ہدایات کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ حلق حرم کے حدود کے اندر ہو باہر کرائے گا تو ایک قربانی دینی ہوگی، اسی طرح اگر ایام نحر یعنی دس، گیارہ، بارہ ذی الحجہ کے بعد قربانی کی تو اس میں بھی ایک قربانی دینی ہوگی، رمی سے پہلے حلق کرالیا تو بھی ایک قربانی دینی ہوگی۔ طواف زیارت کی تفصیل ہم نے بیان کردی ہے جب طواف زیارت کرلیں تو احرام کی تمام پابندیاں ختم ہوجائیں گی، طواف زیارت کے بعد حاجی کو چاہیے کہ وہ پھر منی آجائے اور پھر دو دن تک وہاں ٹھہرے ان دو دنوں میں اس کو صرف ایک ہی کام کرنا ہے جمرات کی رمی، جسکی تفصیل یہ ہے۔

# جمرات پر رمی

گیارھویں اور بارھویں ذی الحجہ کو مسجد حنیف کے پاس جو تینوں جمرے ہیں ان کی رمی کرے، تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں پھینکنا ہوگا، اس رمی کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے جمرہ اولی پھر جمرۂ وسطی پھر جمرۂ عقبہ کی رمی کرے، بارھویں ذی الحجہ کو غروب آفتاب سے پہلے منی سے نکل کر مکہ کیلئے روانہ ہوجائے، راستہ میں ''محصب'' میں کچھ دیر کیلئے اتر کر دعاء وغیرہ پڑھے اور بہتر ہے کہ نماز عشاء بھی یہیں ادا کرے پھر مکہ چلا آئے اور جب تک جی چاہے رہے اور جب مکہ سے رخصت ہونے کا ارادہ کرے پھر آخری طواف جسے ''طواف وداع'' یا ''طواف صدر'' کہتے ہیں کرلے۔

# رمی میں مکروہ چیزیں کیا ہیں؟

رمی جمار کے موقع پر ان باتوں سے بچنا چاہئے جو مکروہ ہیں ،(۱) نجس کنکری کا پھینکنا (۲) جمرے کے پاس جو کنکریاں ہیں ان کو پھینکنا (۳) سات کنکریوں سے زیادہ پھینکنا (۴) کنکریوں کو مسلسل پھینکنے کے بجائے تاخیر کرکے بلاتسلسل پھینکنا (۵) رمی کرتے وقت تکبیر چھوڑ دینا بھی مکروہ ہے۔

# ہدایات

ہم نے اس سے پہلے یہ اصول بتلادیا ہے کہ واجب کے ترک کرنے یا اس میں تاخیر کرنے سے کفارہ لازم آتا ہے چنانچہ رمی کا وقت دس، گیارہ اور بارہ ذی الحجہ ہے، ان دنوں میں رمی کرنا واجب ہے، کسی نے ان تاریخوں میں رمی نہیں کی تو تیرھویں ذی الحجہ تک رمی کر لینے کی اجازت ہے مگر اس صورت میں ایک قربانی دینی ہوگی، اگر ایک دن کی رمی چھوٹ گئی یا رمی کی ترتیب الٹ گئی تو بھی قربانی واجب ہے، اگر سات کنکری سے کم پھینکی تو ایک صدقہ ہے۔

# غفلت

رمی کے بعد کا موقع بھی دعا کی مقبولیت کا ہے لیکن عام طور پر لوگ اس سے بڑی غفلت کرتے ہیں، گیارھویں اور بارھویں کو جب آپ رمی کرنے جائیں تو پہلے اور دوسرے جمرہ پر کنکریاں پھینکنے کے بعد ذرا آگے بڑھکر ضرور وہاں کھڑے ہوکر دعا کریں اور اگر تیرھوں کو بھی یہاں ٹھہریں اور رمی کریں تو اس دن بھی ایسا ہی کریں ہاں ! آخری جمرہ پر رمی کرکے دعا نہیں کرنی چاہیے بلکہ بغیر دعا کے واپس آجانا چاہیے۔

# کیا حاجی پر قربانی واجب ہے؟

عموماً لوگ یہ پوچھتے ہیں کہ جو لوگ حج پر گئے ہیں وہ اگر صاحب نصاب ہیں تو کیا ان

کی طرف سے یہاں ان کے وطن میں قربانی دینا واجب ہے؟ جبکہ وہ حجاج کرام قربانی حج کے دوران دیتے ہیں وہ تو حج کی قربانی ہے؟ تو اسکا جواب ہے یہ کہ حجاج کرام جو قربانی دیتے ہیں وہ یقیناً حج کی قربانی ہے اور عید الاضحیٰ کی قربانی ان پر واجب نہیں ہوتی اسلئے کہ وہ مسافر ہیں اور مسافر پر قربانی واجب نہیں ہے۔

## حج کے بعد مکۂ مکرمہ میں قیام

حج کے بعد بعض لوگ اپنے وطن واپس ہوتے ہیں جو حج سے پہلے ہی زیارت مدینہ سے فارغ ہو چکے ہیں اور بعض لوگ مدینہ کی زیارت کے لئے نکل جاتے ہیں ایسے موقع پر عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ حج کے بعد ان دونوں ہی کو سفر وغیرہ کے انتظام میں تھوڑی یا زیادہ مدت مکہ میں ٹھہرنا پڑتا ہے بعض لوگ تو اس تاخیر کو نعمت غیر مترقبہ تصور کرتے ہیں اور وہاں کی عبادات کا لطف لیتے ہیں لیکن بعض لوگ حج کے ادا ہوتے ہی وہاں کے قیام کو ایک بوجھ سمجھتے ہیں اور ہر وقت جانے کی دھن اور فکر میں رہتے ہیں اور دن رات انہی باتوں میں مصروف رہتے ہیں کہ کب جانا ہے، کب کا ٹکٹ ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھانے کے بجائے واپسی کی دھن اور اسی فکر میں رہنا اور واپسی ہی کی باتوں میں ان لمحات کا گزارنا محرومی کی بات ہے۔ مکۂ مکرمہ کے قیام سے رغبت ہونی چاہیے اور اپنا دل کعبۃ اللہ سے لگائے رکھنا چاہیے یہی مومنانہ شان ہے بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ مکۂ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں تقابل والی باتیں کرتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ مدینہ کی بات مکہ میں نہیں آتی بعض کہتے ہیں کہ مکہ کی بات مدینہ میں نہیں آتی ،اس قسم کی باتیں نہیں کہنی چاہئیں، دونوں سے برابر کا تعلق ہونا چاہیے، دونوں مقامات اپنے اندر تقدس اور عظمت رکھتے ہیں، اس میں تقابل والی بات نہیں آنی چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی ایک مقام مقدس کی تعظیم میں کسی دوسرے مقام مقدس کی توہین نہ ہو جائے جب کہ دونوں قابل احترام وعظمت ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی باتوں سے بچائے )

# زیارت مدینہء منورہ

اگر حج کے سارے فرائض ، آداب ، شرائط ، واجبات ، سنن ، مستحبات ، ممنوعات ، مکروہات اور طریقہ لکھ دیں اور مدینہء منورہ کی زیارت سے متعلق نہ لکھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب اپنی جگہ ناقص رہے گی اور اسکو ایک مکمل کتاب نہیں کہا جاسکتا اسی طرح اگر حج کرنے والا کعبۃ اللہ کو اپنی نظروں سے دیکھے ، بیسیوں نمازیں مسجد حرام میں ادا کرلے ملتزم ، رکن یمانی ، حجر اسود وغیرہ پر دعائیں کرے ، طواف قدوم ، طواف صدر اور طوافِ زیارت بھی کرلے ، منی مزدلفہ اور عرفات کے میدان بھی جائے ، قربانی ، رمی جمار اور حلق بھی کرلے ، الغرض حج کے سارے فرائض ، ارکان وسنن ادا کرلے لیکن بغیر کسی عذر کے قصداً مدینہ منورہ حاضر نہ ہو ، مسجدِ نبوی میں نماز ادا نہ کرے ، گنبدِ خضرا کا دیدار نہ کرے ، قبر اطہر کی زیارت نہ کرے اور واپس ہوجائے تو اس کا حج تو یقیناً ادا ہوگیا لیکن اسکا یہ سفر ناقص و نامکمل ہوگا اسلئے کہ وہ ان سعادتوں سے محروم ہوکر لوٹا ہے جنکی خوشخبری پیارے پیغمبر ﷺ نے دی ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس نے میری زیارت کی ۔ ہمیں اپنے رب کی حیثیت وحقیقت اسی پیغمبر ﷺ کی زبان مبارک سے معلوم ہوئی ہے اور حج جیسے مقدس فریضہ کے ذریعہ رب ذوالجلال کی قربت نصیب ہورہی ہے تو اس کا ذریعہ پیارے پیغمبر ﷺ ہی تو ہیں جن کی بے مثال قربانیوں نے ہمارے دلوں کو ایمان سے منور کردیا ، سرکار دوعالم ﷺ نے اِرشاد فرمایا جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی اس نے مجھ پر ظلم کیا ، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے نبی ﷺ کی زیارت نصیب فرمادے ۔ ( آمین ) ۔

# زیارت مدینہ منورہ کا طریقہ

مکہ معظّمہ سے طواف وداع سے فارغ ہونیکے بعد مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہونا چاہئیے ۔ مدینہ کی منزلیں جتنی قریب آتی جائیں اپنے دل میں ادب واحترام اور جذبہء شوق وذوق بڑھانا چاہیئے ، بہتر یہ ہے کہ مدینہ میں پیادہ پا داخل ہو اور جب گنبد خضرا اور قبہ نور کی دیدار کا

شرف پالے تو زبان پر یہ الفاظ ہوں

الصلٰوۃ والسلام علیک یا رسول اللّٰہ ﷺ

پھر اپنی قیامگاہ پر جاکر سامان رکھے، غسل ووضواور مسواک کرے، ہوسکے تو کپڑے بھی بدل لے، خوشبو لگائے، پھر مسجد نبوی کے دروازے پر پہنچ کر صلوۃ وسلام پڑھے، اور پھر مسجد میں جاتے وقت کی دعا پڑھے اور مسجد میں قدم رکھے اور دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے اور سجدۂ شکر ادا کرے، اگر سہولت ہوتو یہ نماز ریاض الجنۃ محراب نبوی ﷺ کے پاس ادا کرے، نماز کے بعد پورے ادب کے ساتھ جالیوں کے پاس آئے اور درود پست آواز سے پڑھے، پھر دونوں صحابہء کرام حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو ہدیہء سلام پیش کرے، اور پھر وہاں سے منبر نبوی کے پاس آئے اور دعاء مانگے، ریاض الجنۃ پر ہوسکے تو نماز پڑھے اور دعاء مانگے پھر جنت البقیع اور مسجد قبا وغیرہ جائے، خاص طور پر جبل رحمت پر جائے یہاں پہونچ کر قرآن مجید کی اس آیت کی تلاوت کرے سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَاصَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارُ جب تک مدینہ میں رہیں پنج وقتہ نمازیں مسجد نبوی میں ادا کریں، پھر جب مدینہ سے رخصت ہوں تو حتی الامکان مسجد نبوی میں دو رکعت نماز پڑھ کر قبر نبوی ﷺ کے پاس جاکر صلوۃ وسلام پڑھیں اور دل میں جدائی کا غم لئے چشمِ نم کے ساتھ وہاں سے رخصت ہوں، اور دعاء کریں کہ اللہ تعالی نے جس فضل وکرم سے آپ کو ان سعادتوں سے سرفراز فرمایا ہے دنیا کے گوشے گوشے میں رہنے والے ان مسلمانوں کو بھی یہ توفیقِ نیک مل جائے جنکے دل میں برسوں سے کعبۃ اللہ پہنچنے کی اور مسجد نبوی کی زیارت کا شوق اور تمنا پل رہی ہے، اللہ کرے کہ اس کتاب کے پڑھنے والے ہر عازم حج کے دل میں ان مقدس مقامات میں دعاء کرتے ہوئے مجھ حقیر کی یاد آجائے اور پھر اس عاجز وعاصی کی قسمت بھی چمک جائے اور رب العزت اس کے اسباب اپنے فضل سے پیدا فرمائے۔آمین۔

# حرم میں چھوڑے ہوئے جوتوں اور چپلوں کا حکم

حرم میں ایک دشواری یہ ہوتی ہے کہ جب چپل چھوڑ کر چلے جاتے ہیں تو اپنی چپل ملنی مشکل ہوتی ہے اور عام طور پر جوتے اور چپل تبدیل ہوجاتے ہیں ،اب ایسی صورت میں اپنی ذاتی چپل پہن کر جانا اور تبدیل ہونے پر دوسروں کی چپل پہننا جائز ہے یانہیں؟ حجاج کرام اسی کشمش میں رہتے ہیں اور ایسے موقع پر بڑی دشواری ہوتی ہے اوران کے دل میں یہ بات کھٹکتی ہے کہ کیا کیا جائے؟ اس سلسلہ میں اس بات کا خیال رہے کہ اگر ایسے چپل ہیں کہ مالک ان کو تلاش کرے گا تو ان چپلوں کا پہننا صحیح نہیں ہے اور ایسے چپل جن کو اس خیال سے چھوڑ دیا گیا کہ خواہ کوئی پہن لے ان کا پہننا صحیح ہے؟ یوں بھی ان چپلوں کو جو ویسے ہی چھوڑ دیئے جاتے ہیں حکومت اٹھا کر ضائع کردیتی ہے اسلئے ایسے مخصوص قسم کے چپل جن کے بارے میں یہ خیال ہو کہ نمازی نے اس کو ابھی چھوڑا ہے اور وہ ابھی آکر اپنے چپل لے لے گا تو ان قیمتی چپلوں کا لینا ہرگز درست نہیں ہے (ملاحظہ ہو آپ کے مسائل اوران کا حل جلد چہارم صفحہ ۱۵۹)

# وہ حرمین شریفین کے اماموں کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے؟

بعض بدنصیب لوگوں کو دیکھا گیا کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے قیام کے دوران حرمین شریفین میں جماعت کے ساتھ نماز ادا نہیں کرتے جب جماعت ہوتی ہے تو مسجد حرام میں آتے ہیں اور انفرادی طور پر نماز ادا کرتے ہیں اور وہ اپنے ہمنوا لوگوں کو بھی یہ ترغیب دیتے ہیں کہ حرمین شریفین کے ائمہ کے پیچھے نماز ادانہیں کرنا چاہیے اس لئے کہ یہ وہابی ہیں ، یہ رسول اللہ ﷺ کونہیں مانتے اور یہ کافر ہیں وغیرہ وغیرہ، حالانکہ ائمہء حرم امام احمد بن حنبل کے مقلد ہیں اور اہل سنت ہیں اور اس قسم کی باتیں جو لوگ کرتے ہیں کہ وہاں باجماعت نماز ادانہیں کرنی چاہیے وہ اہل سنت نہیں بلکہ اہل بدعت ہیں اور محروم القسمت ہیں، اگر انکے کہنے کے مطابق یہ لوگ کافر ہیں تو سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ حرمین شریفین میں کافروں سے امامت کروارہے ہیں؟ کیا وہ مقام جہاں دن رات رحمت کی

تجلیاں ہوتی ہیں اور انوار برستے ہیں وہاں کیا اللہ تعالیٰ کافروں کو امامت کا فریضہ سونپیں گے؟ کیا یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پسند ہوگی کہ وہاں کافر امامت کریں؟ حقیقت یہ ہے کہ ان کی قسمت میں وہ اجر نہیں ہے کہ مسجد حرام کی ایک نماز مسجد نبوی کی سو نمازوں سے افضل ہے اور مسجد نبوی کی ایک نماز دوسری مسجدوں کی ہزار نمازوں سے افضل ہے (مسند احمد) اس کا مطلب یہ نکلا کہ عام مسجدوں کے مقابلہ میں مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس طبقہ کو حق بات کو تسلیم کرنے کی توفیق بخشے جو توفیق کے مرکز پہنچ کر بھی بے توفیق لوٹتے ہیں۔

# کیا لفظ حاجی خود لکھ سکتے ہیں؟

حج ایک فریضہ ہے جس کو اخلاص وللّٰہیت کیساتھ انجام دینا چاہیے جیسا کہ ہم نے شہرت سے پرہیز کے عنوان کے تحت اس حقیقت کو اجاگر کیا ہے، بعض حجاج کرام حج سے لوٹنے کے بعد لفظ حاجی یا الحاج کو اپنے نام کا جز بنالیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اب اس کے بعد ان کے نام میں یہ لفظ شامل ہوگیا ہے، خود ہی اپنے نام پر لفظ حاجی یا الحاج لکھ لینا ریاکاری ہے، ہاں! اگر کوئی دوسرا آدمی انکے نام کے ساتھ لفظ الحاج لکھ دیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے جس طرح نماز اور روزہ ایک فرض ہے اس کو ادا کرنے پر اپنے نام کے ساتھ لفظ نمازی اور روزہ دار نہیں لکھا جاتا اسی طرح حج بھی ایک فرض ہے جو اسکے ذمہ تھا سو اس کو اس نے ادا کرلیا اس کی وجہ سے یہ لفظ لکھ لینا کوئی دانشمندی کی بات نہیں ہے کہ وہ نمازی ہے اور روزہ دار ہے، اگر لفظ حاجی اپنے نام کے ساتھ خود لکھ لے رہے ہیں تو پھر لفظ نمازی، روزہ دار اور خیر خیراتی بھی بڑھا لیں۔

# حاجیوں کا استقبال

جب حجاج کرام سفر سے واپس تشریف لائیں تو حدیث میں ہے کہ جب حاجی سے ملاقات کریں تو انہیں سلام کریں، ان سے مصافحہ کریں اور ان سے دعا کی درخواست کریں اس لئے کہ وہ بخشے بخشائے آتے ہیں، ظاہر ہے کہ اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے حجاج کرام

سے ملاقات کرنا چاہیے اور ان سے مصافحہ کرنا چاہیے اور ان سے دعا کی درخواست کرنا چاہیے، اس سنت پر عمل کرنے کی نیت بھی ہو تو یقیناً یہ باعث ثواب بھی ہے لیکن بعض لوگ حاجیوں سے ملاقات یا استقبال کے نام پر افراط وتفریط کا شکار ہوجاتے ہیں جیسے ہی حاجی صاحب ایرپورٹ یا اسٹیشن تشریف لاتے ہیں سلام سے پہلے ان پر پھولوں کے ہار کا ایک بوجھ لاد دیا جاتا ہے، بیچارے سفر سے تھکے تھکائے آتے ہیں اور اب ان پر یہ بوجھ لاد کر اور ان سے گرمجوشی سے ملاقات فرما کر انکو اور تھکا دیا جاتا ہے، استقبال کا یہ مطلب تھوڑی ہی ہے کہ ہر ایک اپنے اپنے ہاتھ میں رہنے والے پھول کے ہار کا سارا بوجھ ایک اکیلے حاجی پر لاد دے اور پھر معانقہ ہوتا ہے تو یہ نہیں دیکھا جاتا کہ جس طرح محبت کے جذبات میں اس کو دبوچا جارہا ہے اس سے اسکو راحت مل رہی ہے، یا تکلیف پہنچ رہی ہے بعض حجاج کرام دل کے مریض ہوتے ہیں ان سے اگر اس طرح ملاقات کی جائے تو ظاہر ہے کہ وہ اسٹیشن ہی سے ایک اور اسٹیشن چلے جائیں گے جس اسٹیشن میں جانے کے بعد اور کوئی اسٹیشن نہیں ملتا۔ بعض لوگوں کو بھیڑ سے وحشت ہوتی ہے ہمیں ان کے آرام کا بھی تو لحاظ رکھنا چاہیے اور اکثر یہ بھی دیکھا گیا کہ اسٹیشنوں پر مردوں سے زیادہ عورتوں کی بھیڑ ہے جو اپنے متعلقین سے ملنے رخصت کرنے یا لینے کیلئے آئی ہیں اور اسٹیشن میں ادھر ادھر پھر رہی ہیں، پردہ کا کوئی اہتمام نہیں، نامحرم حضرات کی نظریں ان پر پڑ رہی ہیں اس سے پرہیز کرنا چاہیے، جس طرح روانگی کے موقع پر تصویر کشی اور ویڈیو گرافی ہوتی ہے اسی طرح واپسی پر بھی یہی سلسلہ چلتا ہے ان حاجیوں کو چاہیے کہ وہ اپنے عقید تمندوں کو اس سے روکیں اور کہیں کہ بھائی ہم فریضۂ حج سے واپس ہو رہے ہیں اور ہم اب گناہوں کو بخشوا کر آرہے ہیں آپ لوگ آتے ہی پھر ہمیں گنہ گار نہ بنائیں، اگر کوئی عقیدت و محبت میں آگ کا ایک شعلہ آپ کے ہاتھ میں دیدے تو آپ کیا محبت وعقیدت کی وجہ سے اس کو اپنے ہاتھ میں لے لیں گے نہیں! ہرگز نہیں!! تو پھر ان خرافات کو آپ محض عقیدت اور محبت کی وجہ سے کیسے قبول کرسکتے ہیں؟۔